مجلس
انصار اللہ مرکزیہ
کا
ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ

ربوہ

فروری ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

تبلیغ ۱۳۶۵ ہش

فروری ۱۹۸۶ء

○

○

○

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: سید عبدالحی

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

فہرست

- اداریہ — صد ۲
- خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ — ۳
- حضرت مصلح موعود کا جذبۂ دعوت الی اللہ — ۱۱
- نظم — ۱۸
- آداب واخلاق — ۱۹
- خود بدلتے نہیں انجیل بدل دیتے ہیں — ۲۷
- وفاقی جمہوریہ جرمنی — ۲۹
- بچوں کا صفحہ — ۳۶
- مجلس انصار اللہ کے اعلانات — ۳۸

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

جلد نمبر ۲۷

شمارہ نمبر ۲

○

شرح چندہ

پاکستان	————	بیس روپے سالانہ
امریکہ، کینیڈا، جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک	پندرہ ڈالر سالانہ
	” بحری ڈاک	آٹھ ” ”
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک	چھ پونڈ ”
	” بحری ڈاک	تین ” ”

قیمت فی پرچہ — دو روپے

اداریہ

پسرش یادگارم می بینم

عالمِ رنگ و بُو میں کروڑوں بچے تولّد ہوئے لیکن جو شانِ دلربائی جو رنگِ یکتائی اور جو بُوئے مسیحائی پیارے محمود کی ذات میں جلوہ افروز ہوئی وہ واقعی اسی اِسم بامسمّٰی "محمود" کا ہی حصّہ تھی۔ یہ وہی ذات تھی:-

—— جس کی اصدق القائلین سیّدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے "یُوْلَدُ لَہٗ" کے مبارک الفاظ میں بشارت دی اور "لام" کے کنایہ میں اپنے جلیل القدر والد کا حُسن و احسان میں نظیر بننے کی تلمیحِ بلیغ بیان کی۔

—— جس کو پُرانے نوشتوں نے وارثِ تاجدارِ اقلیمِ رُوحانیت قرار دیا اور آپ کے عہد میں ہونے والے انتشارِ برکاتِ سماویہ کی تصویر کشی کی۔

—— جس کو خدا رسیدہ اولیاء کرام کی نگاہِ فراست نے اسلاف کی شاندار روایات کا مظہر اور فقید المثال ابوّت کا عکسِ کامل پایا۔

ہاں وہی موعود وجود! ہاں وہی سعادتمند مولود! مظہر الحق والعلاء! جو آج سے پورے سَو سال پیشتر اِنہی ایّام میں ایک چشمِ گریاں کے اشکوں کے انجماد سے موتی کے قالب میں ڈھلا، ایک قلبِ بریاں کی پُرسوز تمنّاؤں کی تعبیر بنا۔ ایک مضطرب سینہ سے نکلی ہوئی دعاؤں کا ثمر ہوا اور ایک تڑپتی رُوح کی تضرّعات کا تجسّم بنا۔ وہ جو تاریکیوں میں "نور آتا ہے نور" کی نوید لے کر آیا۔ وہی نور جس کو خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا تھا۔ اس کی خوشبو پھیلی اور مشامِ عالَم کو معطّر کر گئی۔ بہت سی قوموں نے اس سے برکت پائی یہاں تک کہ زمین کے کناروں تک اس نے ضیاء پاشی کی۔ پھر یہ وحدت کثرت میں تبدیل ہو کر "ابنائے فارس" کا رُوپ دھار گئی جنہوں نے عروسِ احمدیت کو سجانے میں اپنے خون تک کی سُرخی نذر کی اور دین (حق) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کیا۔ دینِ متین اور کلام اللہ کی خدمت کا جو حق ابنائے فارس نے ادا کیا گو آج چشمِ بُغض و عناد محسوس نہیں کر رہی لیکن تاریخِ مستقبل اس کو آبِ زر سے لکھنے میں فخر محسوس کرے گی۔

آج سَو سال بعد جب کہ وہی ایّام ہیں جن ایّام میں ہمارے پیارے آقا نے انتہائی متضرّعانہ دعاؤں سے احمدیت کے غلبہ کے لئے قدرت کا ایک نشان مانگا تھا اور اسی قِسم کے ابتلاء کے دبیز بادل بھی چھائے ہوئے ہیں آؤ! اپنے پیارے امام کے ہم رنگ ہو کر دعاؤں میں وہی سوز اختیار کریں۔ (باقی صٓ۲۶ پر)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۸۵ء

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے آیۃ الکرسی کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جو مقام سورہ فاتحہ کا قرآن کریم کی دوسری سورتوں میں ہے وہی آیۃ الکرسی کا قرآن کریم کی دوسری آیات میں ہے۔

فرمایا اِس آیت میں خدا تعالیٰ کی صفات "العلیّ" اور "العظیم" کا ذکر ہے اور نماز میں رکوع میں خدا تعالیٰ کی عظمت کا ذکر ہے اور سجدہ میں علوّ کا۔ چنانچہ نماز میں رکوع و سجود کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔

صفت "العلی" میں بیان شدہ معارف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عظیم کے سامنے اپنی عاجزی کا تصوّر سامنے آتا ہے مگر "علوّ" میں تدمقابل کا تصوّر پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے مقابل پر کوئی اعلیٰ نہیں ہوسکتا اور جس نے اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا دعوٰی تھا۔ فرعون نے دعوٰی کیا تھا "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے حقیر ثابت کرنے کے لئے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا "اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی" کہ تُو جو میرا بندہ ہے فرعون کے مقابل پر اعلیٰ ٹھہرے گا۔ پس پھر فرعون کو اپنی موت سے قبل یہ اقرار کرنا پڑا کہ موسیٰؑ مجھ پر غالب آیا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ عجیب بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہودیوں کو یہ کہا کہ تمہیں زمین میں دو دفعہ فساد کرنے کا موقع ملے گا اور یہ تمہارا علوّ ہوگا لیکن ادھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو دو دفعہ ہی قرآن کریم نے یہ فرمایا کہ تم اگر ایمان کے تقاضے پورے کرتے رہوگے تو اعلیٰ قرار دیئے جاؤگے۔ فرمایا اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی عظمت کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ انبیاء میں سے موسیٰ علیہ السلام کو چُنا اور فرمایا کہ تُو اعلیٰ ہوگا مگر ادھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بلکہ آپؐ کے غلاموں کو فرمایا کہ تم اعلیٰ ہوگے۔ خدا تعالیٰ بتا رہا ہے کہ اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو تم پر کسی اور قوم کو، کسی اور فرعون کو غلبہ نصیب نہیں ہوسکتا۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ تم اعلیٰ ٹھہروگے لیکن شرط یہ ہے کہ ربّ اعلیٰ کے حضور جھکتے رہنا اور زمین میں عُلوّ کی تمنّا نہ کرنا کیونکہ زمین میں عُلوّ کی تمنّا کرنے والے ہمیشہ ذلیل قرار دیئے جاتے ہیں۔ پس اِس لحاظ سے

جماعتِ احمدیہ کی ترقی اور جماعتِ احمدیہ کے غلبہ اور جماعتِ احمدیہ کی فلاح وبہبود کا راز جماعتِ احمدیہ کے رکوع اور سجدہ میں ہے۔

بعد ازاں حضور انور نے جماعت کو نماز کے قیام، اس میں لذّت اور گہرائی پیدا کرنے کی طرف توجّہ دلائی۔

حضور نے اپنے ساتھ گزشتہ جمعہ اور ہفتہ یعنی ۱۳ اور ۱۴ دسمبر کی درمیانی شب نماز تہجّد میں رونما ہونے والے واقعہ کا ذکر فرمایا کہ مَیں نے دیکھا کہ مَیں ڈاکٹر حمید الرحمٰن بن گیا ہوں (ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب ایک متقی اور فدائی احمدی ہیں اور امریکہ میں مقیم ہیں اور سلسلہ کے فدائی مکرم حاجی خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم آف پشاور کے بیٹے اور مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے داماد ہیں)۔ فرمایا کہ یہ کوئی آناً فاناً واقعہ نہیں تھا بلکہ ایک مستقل کیفیت تھی جو مجھ پر طاری ہوئی تھی مگر مجھے اس کا بالکل احساس تک نہ تھا کہ کیا ہو رہا ہے لیکن مَیں نے غور کیا تو مجھے پتہ چلا کہ اس میں ایک خوشخبری بھی بہت عظیم الشان ہے اور نجات کی راہ بھی ہمیں دکھائی گئی ہے۔ خلیفۂ وقت کے وجود میں دراصل ساری جماعت دکھائی جاتی ہے اور خوشخبری یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُن کوششوں کو قبول فرمایا جو بار بار نمازوں کی اہمیت ذہن نشین کرانے کے لئے مَیں نے کیں اور یہ خوشخبری بھی کہ مبارک ہو کہ جماعت حمید الرحمٰن بن گئی ہے۔ وہ اپنے رحمٰن خدا کی حمد کے گیت گا رہی ہے۔ کُل عالم میں، ——— یہاں تک کہ گویا حمید الرحمٰن اور جماعت کا وجود ایک ہی ہو چکا ہے۔

پس اپنے رکوع اور سجود کو حمد سے بھر دیں۔ اپنے سارے وجود کو حمدِ ربِّ رحمٰن سے بھر دیں یہاں تک کہ ساری جماعت خدا کے حضور حمید الرحمٰن بن کر دست بستہ کھڑی ہو جائے۔ یہ حالت اگر آپ پر طاری ہو گئی جیسا کہ اِس خوشخبری میں بتایا گیا ہے خدا کے نزدیک انشاء اللہ اگر ابھی پوری طرح نہیں تو کل ضرور طاری ہو جائے گی، تو پھر مَیں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ، اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ خدا کی قسم تم غالب رہو گے، خدا کی قسم تم غالب رہو گے، کیونکہ خدا کے حمید الرحمٰن بندوں پر کوئی دُنیا کی چیز غالب نہیں آسکتی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمُودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج سے ۲۸ برس پہلے ۱۹۵۷ء میں حضرت مصلح موعود نے وقفِ جدید انجمن احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ یہ تحریک بنیادی طور پر دو اغراض سے جاری کی گئی پہلی غرض تو یہ تھی کہ پاکستان کے دیہاتی علاقوں میں چونکہ یہ ممکن نہیں تھا کہ ہر جگہ ایک مربّی کو تعینات کیا جائے اِس لئے خصوصاً نئی نسلوں میں تربیت کی کمزوری کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ نہ صرف نئی نسلوں میں بلکہ تقسیمِ ہند کے بعد نوجوان بھی کئی قسم کی معاشرتی خرابیوں کا شکار ہوئے اور بنیادی طور پر دین کے مبادیات سے بھی بعض

صورتوں میں وہ غافل ہو گئے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے بشدت یہ محسوس کیا کہ جب تک کوئی ایسی تحریک نہ جاری کی جائے جس کا تعلق خالصتاً دیہاتی تربیت سے ہو اس وقت تک دیہاتی علاقوں میں احمدیت کے مستقبل سے متعلق ہم بے فکر نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ جب حضور نے اِس تحریک کا آغاز فرمایا تو اوّلین ممبرانِ وقفِ جدید میں خاکسار کو بھی مقرر فرمایا اور ابتدائی نصیحتیں جو مجھے کیں اُن میں ایک تو دیہاتی تربیت کی طرف توجہ دینے کے متعلق ہدایت تھی اور دوسرے ہندوؤں میں تبلیغ کی خاص طور پر تاکید کی گئی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ دیہاتی تربیت کے سلسلہ میں لئے گئے ابتدائی جائزہ سے معلوم ہوا کہ باجماعت نماز پڑھنے والوں کی تعداد بعض جگہ بہت گر گئی ہے اور بہت سی تربیتی کمزوریاں ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دیہاتی جماعتوں میں علم کی کمی کی وجہ سے تربیتی لحاظ سے کمزوری بھی جلد پیدا ہو جاتی ہے لیکن عام طور پر اخلاص کا معیار اور اطاعت کا معیار بلند ہے اِس لحاظ سے کمزوری جتنی جلدی پیدا ہوتی ہے اتنی جلدی دُور کرنے کے لئے بھی وہ تیار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ عملاً جہاں نمازی دس فیصد بھی نہیں تھے وہاں چند مہینوں کی کوشش سے تہجّد گزار پیدا ہونے شروع ہو گئے۔ سندھ میں ہندوؤں میں تبلیغ کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ شروع میں چند سالوں میں ہمیں باوجود کوشش کے پھل نہیں ملا۔ ان علاقوں میں کئی مسائل تھے جن سے نبٹنا ہمارے بس کی بات نہیں تھی۔ اجنبیّت بھی تھی اور عام مسلمانوں کی طرف سے اُن سے اچھا سلوک نہ ہونے کی وجہ سے بھی اسلام سے دُوری پائی جاتی تھی لیکن رفتہ رفتہ جمود ٹوٹا، نفرت دُور ہوئی اور محبت و پیار کے سلوک کے نتیجہ میں توجہ پیدا ہوئی اور اُن میں تیزی سے دینِ حق پھیلنا شروع ہو گیا۔

حضور نے فرمایا کہ ان کے خصوصی حالات کی وجہ سے عیسائی ان کو اپنا شکار سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے وقفِ جدید کے کام شروع کرنے سے قبل وہاں عیسائیت کا جال پھیلا دیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے معلمینِ وقفِ جدید کی کوششوں سے حیرت انگیز فضل فرمایا اور عیسائیوں کے کلیتہً وہاں سے پاؤں اُکھڑ گئے۔ متعدد دیہات میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دینِ حق قائم ہو گیا۔

حضور نے فرمایا کہ اب عیسائیوں نے دوبارہ پَر پُرزے نکالنے شروع کر دئے ہیں اور کروڑہا روپیہ خرچ کر کے انہیں عیسائی بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ اس کے لئے جوابی کارروائی کرے گی اس سے نہ صرف ان عیسائیوں کی طاقت کو وہاں توڑنا مقصود ہے بلکہ ان کی کوششوں کو ناکام بنانا اور ترقی کی رفتار کو پہلے سے زیادہ تیز کرنا ہے۔ یہ وہ مقاصد ہیں جو میں وقفِ جدید کے لئے آئندہ چند سالوں کے لئے متعین کرتا ہوں۔

حضور نے بتایا کہ اِس ضمن میں ایک نائب ناظم کو ربوہ کی بجائے مستقلاً ان علاقوں میں متعین کر دیا گیا ہے انہیں ہدایات دے دی گئی ہیں کہ چھوٹے چھوٹے مدرسے اور شفاخانے قائم کریں۔ اس کے علاوہ حضور نے سندھ میں آباد زمینداروں کو اور شہروں میں آباد دوستوں کو تحریک فرمائی کہ وہ ان علاقوں میں وقفِ عارضی کریں اور وہاں پہنچ کر اُن سے ذاتی تعلق پیدا کریں اور جس رنگ میں بھی فائدہ پہنچا سکتے ہیں انہیں فائدہ پہنچائیں۔

حضور نے فرمایا میں سندھی احمدی زمینداروں کو یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ زیادہ سے زیادہ حُسنِ سلوک اور محبت کے ساتھ اپنے ہاں آنے والے مزدوروں کو احمدی بنانے کی کوشش کریں۔

حضور نے فرمایا کہ ہندوستان میں بھی وقفِ جدید قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ حیدر آباد کے اِردگرد اور پنجاب میں قادیان کے مضافات میں جو بیسیوں نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں وہاں زیادہ تر خدمت کی توفیق وقفِ جدید کو ہی ملی ہے لیکن ایک علاقہ تشنہ ہے اور وہ ہے شُدھی کا پُرانا کارزار۔ جہاں کسی زمانے میں شُدھی کی تحریک چلی تھی اور اس کے مقابلے میں جماعت نے نہایت ہی مؤثر کارروائی کی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ انہی علاقوں میں دوبارہ مذہبی طور پر شُدھی کی تحریک چلادی گئی ہے اِس لئے ہندوستان کی وقفِ جدید کو اِس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ باقی علاقوں کے علاوہ پُرانے شُدھی کے علاقوں کی طرف بھی توجہ کریں۔

حضور نے ہندوستان میں وقفِ جدید کو مضبوط کرنے اور پاکستان میں بھی پھیلتے ہوئے کام کو تقویت دینے کی غرض سے وقفِ جدید کی مالی تحریک کو پاکستان اور ہندوستان میں محدود رکھنے کی بجائے ساری دُنیا میں وسیع کرنے کا اعلان فرمایا۔ مثلاً انگلستان کے لئے ایک پونڈ فی آدمی دینا سال بھر کے لئے کوئی مشکل کام نہیں اور یہ جو کم سے کم معیار ہے اس میں بچّے ایک ایک پونڈ دے کر شامل ہو سکتے ہیں اور بڑے اپنے شوق سے اس کو زیادہ دے سکتے ہیں۔

حضور نے اِس امید کا اظہار فرمایا کہ ایک پونڈ والے تو بکثرت انشاء اللہ تعالیٰ باہر کی جماعتوں میں پیدا ہو جائیں گے اور ایسے خاندان بھی ہو سکتے ہیں جو اپنے ہر بچّے کو اِس تحریک میں شامل کرلیں۔ جن ملکوں میں پونڈ کرنسی رائج نہیں ہے وہ اپنے حالات دیکھ کر تخمینہ لگا کر پونڈ کے لگ بھگ کوئی رقم مقرر کر سکتے ہیں مثلاً امریکہ ہے وہ دُو ڈالر مقرر کرے تو ایک پونڈ سے تو کچھ زیادہ ہی ہے لیکن وہاں کی معیشت اور اقتصادیات کے تقاضے ایسے ہیں کہ دُو ڈالر بھی ان کے لئے کوئی حیثیّت نہیں رکھتے۔ اِسی طرح جرمنی والے مارک میں مقرر کرلیں۔ اپنے ملکی حالات کے مطابق ایک تخمینہ لگائیں اور اس کے مطابق وہ فیصلہ کریں۔

حضور نے اِس ضمن میں فرمایا کوشش یہ ہونی چاہیئے اِس میں کہ تعداد زیادہ ہو۔ کثرت کے ساتھ احمدی بچے، عورتیں، بوڑھے اس میں شامل ہوں اور رقم اتنی رہے۔ عام چندے کے لحاظ سے کہ خاندانوں پر بوجھ نہ پڑے۔ حضور نے اِس سلسلہ میں مزید فرمایا کہ اِس تحریک کے ساتھ مَیں نئے سال کا اعلان کرتا ہوں اور اِس اعلان کے ساتھ مَیں یہ بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جماعت کی دیگر مالی ذمہ داریوں پر اس کا اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا کہ وقفِ جدید کے چندہ میں زیادہ سے زیادہ شمولیت اختیار کریں لیکن اِس شرط کے ساتھ کہ نہ دیگر چندے متاثر ہوں نہ بنیادی ضرورتوں پر اثر پڑے۔ اور عفو میں جہاں تک بھی ممکن ہے اب زیادہ سے زیادہ محنت کریں کہ عفو کا ایک بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش ہو یعنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد جو کچھ بچتا ہے۔

حضور نے بتایا کہ جماعت ہر آن خدا کے فضل سے آگے بڑھ رہی ہے ایک بھی دن ایسا نہیں آیا اِس ابتلاء میں جبکہ کسی جگہ سے یہ بُری خبر آئے کہ جماعت کا قدم پیچھے ہَٹ گیا ہے۔ وقفِ جدید کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ سارے پاکستان میں بفضلہٖ تعالیٰ ہر جہت میں وقفِ جدید کا قدم آگے بڑھا ہے۔ ۱۷؍دسمبر تک کل وصولی میں قریباً سوا لاکھ کا اضافہ ہو چکا ہے اور جنوری تک یہ وصولیاں ہوں گی اور لکھو کھہا روپیہ جنوری تک مزید وصول ہونے کی توقع ہے۔ حضور نے خطبہ کے آخر پر فرمایا:۔

”امید ہے کہ ہر میدان میں جماعت حسبِ دستور، حسبِ روایات آگے ہی قدم بڑھائے گی۔ دعاؤں سے، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے، اس پر توکل کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ دشمن کو ہمارا یہی جواب ہے کہ تم جتنا چاہو زور لگا لو ایڑی چوٹی کا زور لگاؤ۔ جو کچھ تمہاری راہ میں ہے خرچ کر ڈالو۔ اپنے گھوڑے، اپنے مال مویشی، اپنی قوتیں، اپنے لشکر سب جھونک دو۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ جماعتِ احمدیہ کے حق میں ہمیشہ پورا ہوتے دیکھو گے کہ ہم تمہارے جلتے ہوئے دلوں کو دکھاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں گے ایک دن بھی ہم تم سے رُکنے والے نہیں ہیں نہ رُکیں گے نہ رُک سکتے ہیں نہ کبھی ممکن ہے کہ خدا کی قومیں کسی میدان میں بھی آکر مات کھا جائیں یا پیچھے ہٹ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ آگے ہی بڑھاتا چلا جائے“۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍جنوری ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی مختلف آیات کے انتخاب

کا سبب بیان کرنے سے قبل یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ۱۹۸۶ء کا یا ہجری شمسی کے لحاظ سے ۱۳۶۵ کا پہلا جمعۃ المبارک ہے۔

حضور نے فرمایا کہ عمومی دستور ہے کہ نئے سال کے آغاز پر ایک دوسرے کو مبارکباد دی جاتی ہے اور جہاں تک کسی کے بس میں ہو تحائف بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں اس رسم کو دینی رنگ دیتے ہوئے سب سے پہلے تمام جماعتِ احمدیہ کو محبّت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اس دعا کے ساتھ کہ یہ سال اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے جماعتِ احمدیہ کے لئے ہی نہیں تمام بنی نوعِ انسان کے لئے پہلے سال سے زیادہ بہتر بنائے اور جو مصائب اور مشکلات اور تکالیف کے زمانے گزشتہ سال نے دیکھے تھے وہ اپنے فضل سے اِس آئندہ سال میں ٹال دے اور جن مصیبتوں نے گزشتہ سال میں جنم لیا تھا انہیں آگے بڑھنے سے پہلے ہی رَدّ فرما دے اور وہ بے پھل کے مر جائیں اور جن نیکیوں نے گزشتہ سال میں جنم لیا تھا اُنہیں بھرپور پھل عطا فرمائے اور بکثرت مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔ اِس کے بعد حضور نے فرمایا کہ نئے سال کا ایک رحمت کا پھل جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور جماعت کی تاریخ میں ایک نئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ جنوبی امریکہ میں جماعتِ احمدیہ کو پہلی مرتبہ مشن کے قیام کے لئے ایک بہت ہی موزوں جگہ خریدنے کی توفیق مل گئی ہے' الحمدللہ۔ جو برازیل کے دارالخلافہ کے قریب ہی NITEROI میں واقع ہے۔ مشن کے لئے خریدی جانے والی یہ زمین پچاس ہزار چھ سو مربع میٹر یعنی قریباً ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔ اِس زمین کے قریب ہی سَو گز کے فاصلے پر ایک بڑا ہوٹل ہے جس میں بکثرت ٹورسٹ آتے ہیں اور چند منٹ کے پیدل فاصلے پر نیشنل پارک ہے۔ یہ بہت ہی موزوں جگہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ برازیل میں پہلا مشن عملاً پچھلے سال کھولا گیا تھا وہ زمین نہیں خریدی گئی تھی۔ اَب اللہ تعالیٰ نے زمین بھی عطا فرما دی ہے اس لحاظ سے اس کی برکتیں دونوں سالوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اِس لحاظ سے کہ جنوبی امریکہ میں پہلی دفعہ جماعت کو خانۂ خدا کے لئے جائیداد خریدنے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔ یہ نئے سال کا پہلا پھل ہے جو مَیں تحفۃً پیش کر رہا ہوں۔

حضور نے فرمایا مَیں توقع رکھتا ہوں کہ یہ بارش کا پہلا قطرہ بہت دیر تک ایک ہی قطرہ نہیں رہے گا بلکہ بکثرت ایک موسلا دھار فضلوں کی بارش میں تبدیل ہو جائے گا۔ اِس کے بعد حضور نے فرمایا کہ جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں یہ تمام کی تمام خدا تعالیٰ کی صفتِ قدیر سے تعلق رکھنے والی آیات ہیں۔

حضور نے گزشتہ دو اڑھائی سال قبل صفاتِ باری تعالیٰ سے متعلق دئے جانے والے خطبات

کے تسلسل کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ مقصد ان خطبات سے یہ ہے کہ جب جماعتِ احمدیہ کو کہا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ تو جماعت سمجھ سکے کہ خدا کا رنگ کیا ہے اور اس میں کس طرح رنگین ہُوا جا سکتا ہے اور جس حد تک بھی انسان خدا تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کو سمجھ سکتا ہے اُن کو سمجھا جائے اور اس رنگ میں سمجھا جائے کہ دل متأثر ہو اور دل اس صفتِ حسنہ کو دیکھ کر خدا کی محبت سے اُچھلے اور اُسے پا لینے کی تمنا دل میں پیدا ہو۔

حضور نے فرمایا کہ مَیں نے نئے سال کے پہلے خطبہ میں خدا تعالیٰ کی صفتِ قدیر، قادر اور مقتدر کا انتخاب اِس لئے کیا ہے کہ یہ جماعتِ احمدیہ کے لئے نیک شگون بھی بن جائے اور ہم خدائے قدیر اور قادر اور مقتدر کے نام سے نئے سال کا آغاز کریں اور انہیں پوری طرح سمجھ کر اپنی دعاؤں میں استعمال کریں انہیں اپنی ذات کے اندر رائج کریں اور خدا سے توقع رکھیں کہ جس حد تک خدا کے بندے قدیر، قادر اور مقتدر بن سکتے ہیں اُس حد تک ہمیں بھی قدیر، قادر اور مقتدر بنائے۔

حضور نے بتایا کہ قدیر اُس ذات کو کہتے ہیں جو فیصلہ کرتی ہے اور فیصلہ کی ذاتی قوت رکھتی ہے۔ مومن کا کام ہے کہ فیصلہ کرنے کی قوت بڑھائے اور جب بھی دوراہوں پر کھڑا ہو تو بعض ایسے اصولوں سے واقف ہو جن کے نتیجہ میں وہ قطعی فیصلہ کر سکتا ہو۔ پھر قَدَرَ رِزْقَ کے معنی ہیں اُس نے رزق تقسیم کیا اور قدیر اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں کہ وہ مستقلاً رزق کو تقسیم کرنے کا نظام جاری کرنے والا اور اُس پر عمل کروانے والا ہے اور چونکہ اس کا اقتدار سے بھی تعلق ہے اِس لئے خدا کے مومن بندے جب بھی اقتدار پکڑتے ہیں تو وہ اِس طرح قدیر کی صفت کو اپناتے ہیں کہ دُنیا میں خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق رزق تقسیم کرتے ہیں۔ قَدَرَ رِزْقَ کے ایک معنی ہیں کہ رزق تنگ کیا۔ خدا کے مومن بندے اپنا رزق تنگ کر کے خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اعلیٰ مقاصد کے لئے، اعلیٰ مقاصد کی خاطر خدا کے مومن بندوں کو ان معنوں میں بھی قدیر بننا پڑتا ہے۔

قرآن کریم میں علیم اور قدیر کو اکٹھا بھی بیان کیا ہے اور صفتِ قدیر کا صفتِ علیم سے بہت گہرا تعلق ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم بیان کرنے کے لئے بھی قدر کا لفظ استعمال ہوتا ہے ان معنوں میں اللہ تعالےٰ کی قدر یہ ہو گی کہ بکثرت اس کی تعظیم کریں اور اس کی عظمت کو دوسروں کے سامنے بیان کریں۔ ان معنوں میں ہمارا رابطہ اُس کی صفتِ قدیر سے ہوتا چلا جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ قَدَرَ الشَّیْءَ بِالشَّیْءِ کا مطلب ہے ایک چیز کا دوسری پر قیاس کیا اور اس کے مطابق بنایا۔

حضور نے فرمایا کہ مومنوں میں بھی خدا تعالیٰ کے قدیر ہونے کی یہ شان پائی جانی چاہیئے کہ وہ ایک چیز کی اتفاقی پیدائش پر بس نہ کریں بلکہ نئے ڈیزائن، نئے ماڈل دُنیا کو دیں جس علم سے بھی تعلق ہے اس میں ایسے ماڈل دیں جس کے نتیجہ میں آور چیزیں آگے پھیلنی شروع ہو جائیں۔ قدیر کے ایک معنٰی یہ بھی ہیں کہ صرف پیدا نہیں کیا بلکہ اُس کے وقت کو معیّن کیا۔ اِس پہلو سے بھی جماعت کو قدیر بننا چاہیئے اور زندگی کے ہر پروگرام کو معیّن کرنا چاہیئے اور اس کا وقت مقرر کرنا چاہیئے۔ قَدَّرَ کے ایک معنی ہیں کسی کام کرنے پر قادر بنا دیا اور قَدَّرَ فُلَانٌ کے معنٰی ہیں اپنے معاملہ کو سُدھارنے میں اچھی طرح سوچ بچار سے کام لیا۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف وقتی جذبات یا حالات سے متأثر ہو کر اچانک کوئی کام نہ کرے بلکہ پہلے سوچے، سکیم بنائے، اپنی فکر میں پلاننگ مکمل کرے اور پھر عمل میں ڈھالنے کی کوشش کرے۔

حضور نے فرمایا کہ جتنا جتنا انسان خدا تعالیٰ کی صفتِ قدیر کے قریب ہوتا ہے اتنا اتنا اس کی صنعت ترقی کرتی ہے۔ اِسی طرح قَدْر کے ایک معنٰی ہر چیز کو متوازن رکھنے کے ہیں اور خدا تعالیٰ کی قدرت کی عملی تخلیق میں حیرت انگیز توازن نظر آتا ہے اور ہر مثبت پہلو کے متبادل ایک منفی پہلو بھی رکھا ہے۔ پھر اس میں توحید کا مضمون بھی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اس کے سوا ہر شئے ایک دوسرے سے مل کر عدم اختیار کر جائے۔ جو کچھ بھی ہے خدا تعالیٰ کی ذات سے طاقت حاصل کر کے ہے۔ پس آپ اپنی ذات کو متوازن بنائیں کیونکہ متوازن ہوئے بغیر نشو و نما نہیں ہو سکتی۔ حضور نے فرمایا کہ قَدر اس قضا کو کہتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے اِسی طرح اشیاء کا اپنے وقت پر وقوع پذیر ہونا بھی قدر ہے۔ اکثر انسان خدا کی عملی تقدیر کے نظارے دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتا اور غفلت کی حالت میں گزر جاتا ہے اور جن نشانوں سے اپنے ربّ تک پہنچ سکتا ہے اس سے فائدہ نہیں اُٹھاتا لیکن جب صفاتِ باری تعالیٰ اپنا جلوہ دکھاتی ہیں تب انسان کی آنکھیں کُھلتی ہیں۔ قدر اور تقدیر کسی چیز کی کمیّت کی وضاحت کے لئے بھی آتے ہیں۔ اِن معنوں میں اللہ کی تقدیر دو پہلوؤں سے ظاہر ہوتی ہے۔ کام کرنے کی قوّت دے کر بھی اللہ تعالیٰ اپنی صفت کو ظاہر فرماتا ہے اور حکمت کے تقاضا کے مطابق اشیاء کو مخصوص اندازے اور مخصوص طرز پر بنا کر بھی۔

حضور نے فرمایا کہ کام پر صرف قدرت پانا ہی انسان کو قدیر نہیں بنا دیتا بلکہ اس قدرت کو دوسروں میں پیدا کرنے کی اہلیّت بھی صفتِ قدیر کا حصّہ ہے۔ پس جماعتِ احمدیہ کو اپنی صفاتِ حسنہ کو اپنے بچّوں، اہل و عیال کے علاوہ اپنے دوستوں میں اپنے ماحول اور گرد و پیش میں بھی جاری کرنے کی اہلیّت ہونی چاہیئے تب آپ صحیح معنوں میں خدا تعالیٰ کی صفتِ قدیر کی طرف روانہ ہو جائیں گے یعنی فِرّوا اِلی اللہ کے حکم پر عمل پیرا ہونے کے لئے قدم اُٹھالیں گے۔ فِرّوا اِلی اللہ میں ایک جلدی کا پہلو پایا جاتا ہے اس کی ساری

(باقی ص۱۷ پر)

حضرت مصلح موعودؓ کا جذبۂ دعوت الی اللہ

(مکرم عبد السمیع خان صاحب استاذ الجامعہ)

سیّدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئی دربارہ مصلح موعود گوناگوں اغراض و مقاصد اور پچاس سے زیادہ علامات پر مشتمل ہے لیکن اس کا محور اور مرکز حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا یہ الہام ہے کہ

"میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

چنانچہ اس پیشگوئی کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:۔

"تا دینِ (......) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے"۔

پھر مصلح موعود کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔

پیشگوئی مصلح موعود کا یہی مرکزی نکتہ ہے جو خوشبو کی طرح سیّدنا حضرت مصلح موعود کی ہر سانس میں مہکتا رہا آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اشاعتِ حق کے منصوبے تخلیق کرتا رہا اور ہر نئے لمحے نے آپ کی کامرانی کی بشارت دی۔ آپ کا پاکیزہ بچپن، اولوالعزم جوانی اور مظفر و منصور بڑھاپا اِسی جذبۂ دعوت الی اللہ سے معمور تھے جو سچی محبتِ الٰہی اور لافانی محبّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لازمی نتیجہ ہے۔

اپنی حیاتِ جاوید کا اِنتہائی نصب العین بیان کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں:۔

"میں فقط خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نشان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے ہتھیار بنایا ہے.....میری ساری خوشی اسی میں ہے کہ میری خاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھیتی میں کھاد کے طور پر کام آجائے اور اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو جائے اور میرا خاتمہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کی کوشش پر ہو"۔ (الموعود صفحہ ۶۲)

حضور کا یہ بے پایاں جذبۂ دعوت اِلی اللہ اور خدمتِ دین کی تڑپ کوئی وقتی یا ہنگامی واقعہ نہ تھا جو یکدم تند سیلاب کی طرح پھوٹ پڑا ہو۔ یہ پودا تو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے آپ کی فطرت کی جڑوں کے ساتھ پیوند کر دیا تھا جو ہر گھڑی جوان اور تنومند ہوتا رہا۔ فرماتے ہیں:۔

"مَیں نہیں جانتا کیوں بچپن ہی سے میری طبیعت میں (دعوت اِلی اللہ) کا شوق رہا ہے اور اِس (جذبہ) سے ایسا اُنس رہا ہے کہ مَیں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ مَیں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ (دینِ حق) کا جو کام بھی ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو..... پھر اتنا ہو، اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو جس میں (دینِ حق) کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں۔"

(منصبِ خلافت ص ۱۶)

پھر فرماتے ہیں:۔

"چونکہ مجھے (دعوت اِلی اللہ) کے لئے خاص دلچسپی رہی ہے اِس دلچسپی کے ساتھ عجیب عجیب ولولے اور جوش پیدا ہوتے رہے ہیں اور اِس ..... عشق نے عجیب عجیب ترکیبیں میرے دماغ میں پیدا کی ہیں۔ ایک بار خیال آیا کہ جس طرح پر اشتہاری تاجر اخبارات میں اپنا اشتہار دیتے ہیں مَیں بھی اخبارات میں ایک اشتہار (دعوتِ) سلسلہ کا دوں اور اس کی اُجرت دے دوں تاکہ ایک خاص عرصہ تک وہ اشتہار چھپتا رہے مثلاً یہی اشتہار کہ مسیح موعود آ گیا۔ بڑی موٹی قلم سے اِس عنوان سے ایک اشتہار چھپتا رہے۔ غرض مَیں اس جوش اور عشق کا نقشہ الفاظ میں نہیں کھینچ سکتا جو اِس مقصد کے لئے مجھے دیا گیا ہے۔" (منصبِ خلافت ص ۳۲)

اگر آپ کا دماغ اشاعتِ دین کی سکیمیں بُننے میں مصروف رہتا تھا تو آپ کا قلبِ مبارک اپنے آقا و مولیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر بے چین دعاؤں کے ذریعے غلبۂ دین کا متمنی رہتا تھا۔ اِس کا ایک نظارہ شیخ غلام احمد صاحب واعظ نے بھی دیکھا۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ مَیں نے ارادہ کیا کہ آج کی رات بیت مبارک (قادیان) میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مَولا سے جو چاہوں گا مانگوں گا مگر جب مَیں خانۂ خدا میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوُا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے اُس کے اِس الحاح کی وجہ سے مَیں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا اور مَیں بھی دعا میں محو ہو گیا اور مَیں نے دعا کی کہ یا الٰہی یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے وہ اس کو دے دے۔ اور مَیں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اُٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی

دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا:

میاں آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟

تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی مجھے میری آنکھوں سے (دینِ حق) کو زندہ کرکے دکھا اور یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔" (سوانح فضلِ عمر جلد اوّل ص۱۵۱)

دین کی فتح کا دن دیکھنے کی یہ بے قرار تمنا جو اس نوعمری میں آپ کے دل میں پیدا ہوئی نوعمری ہی میں پھل بھی لانے لگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے معصوم دل سے اُٹھنے والی پاکیزہ دعاؤں کو رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھا۔ اور اس دل کی تسلی کے خود انتظامات فرمائے۔ یہ تسلی رؤیائے مبشرہ کی صورت میں بھی دی گئی اور الہام کی زبان میں بھی اور کشفی رویت کے ذریعے سے بھی۔

بچپن میں آپ کے استاد حضرت سید سرور شاہ صاحب نے ایک دفعہ آپ سے پوچھا کہ کیا آپ کو بھی کوئی الہام ہوتا ہے یا خوابیں آتی ہیں تو فرمایا کہ

"خوابیں تو بہت آتی ہیں اور میں ایک خواب تو قریباً روز ہی دیکھتا ہوں اور جونہی میں تکیہ پر سر رکھتا ہوں اُس وقت سے لے کر صبح کو اُٹھنے تک یہ نظارہ دیکھتا ہوں کہ ایک فوج ہے جس کی میں کمان کر رہا ہوں اور بعض اوقات ایسا دیکھتا ہوں کہ سمندروں سے گزر کر آگے جا کر حریف کا مقابلہ کر رہے ہیں اور کئی بار ایسا ہوا ہے کہ اگر میں نے پار گزرنے کے لئے کوئی چیز نہیں پائی تو سرکنڈے وغیرہ سے کشتی بنا کر اور اس کے ذریعے پار ہو کر حملہ آور ہو گیا ہوں۔"

اور پھر ان الفاظ میں آپ کو نویدِ کامیابی بھی دی گئی کہ خدا تعالیٰ تیرے ماننے والوں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ عطا کئے رکھے گا۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود کی یہ رؤیا اور الہام آپ کی بعد کی بے مثال جدّوجہد کا ایک بہت جامع خلاصہ ہے گویا اللہ تعالیٰ آپ کے جذباتِ دعوت الی اللہ کو قبول کرکے تسلّی و تشفّی کے سامان بھی پیدا کر رہا تھا اور ظرف کو بھی بڑھاتا جا رہا تھا۔

آپ کی جدّوجُہد کا آغاز حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔ گیارہ سال کی عمر تھی کہ ایک رات آپ کو خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل عرفان بخشا گیا اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر یقینِ محکم عطا کیا گیا۔ اس وقت سے یہ قلبِ تپاں دعوت الی اللہ کی خاطر بے قرار ہو رہا تھا۔ ۱۹۰۶ء میں ان جذبات نے ایک عملی شکل اختیار کی جب آپ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی منظوری کے ساتھ انجمن تشحیذ الاذہان کی بنا ڈالی اور اسی نام کا رسالہ جاری کیا۔ یہ دراصل ایک

ایسا چھوٹا سا کارخانہ تھا جس میں اعلیٰ پائے کے مضمون نگار تیار ہونے لگے اور سلسلہ کی آئندہ اشاعتی ضروریات کے لئے قلمکاروں کی ایک کھیپ اِس جرنیل صفت وجود نے تیار کر دی جنہوں نے آپ کے شانہ بشانہ علمی دُنیا میں تہلکہ مچا دیا۔

لیکن یہ تو لاوا تھا جو ابھی اندر اندر پک رہا تھا لیکن حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وفات پر یہ آتش فشاں پھٹ پڑا اور انیس ۱۹ سال کی عمر میں آپ نے حضرت اقدس کی نعش کے سرہانے کھڑے ہو کر عہد کیا کہ:۔

"اے خدا! مَیں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دِل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ تُو نے نازل فرمایا ہے مَیں اس کو دُنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا"

یہ عہد اب سیّدنا محمود کے سامنے نشانِ منزل بن چکا تھا۔ جذبات کا سمندر تلاطم خیز موجوں سے معمور ہو چکا تھا۔ دعوت اِلی اللہ کے ایک عالمگیر اور انمٹ نظام کے قیام کے لئے جن خوبیوں اور خصوصیات کی ضرورت تھی خدا کی تقدیر آپ کے وجود میں بھرتی رہی۔ اِس حوالے سے قدرتِ ثانیہ کے پہلے دَور میں آپ کا پہلا تاریخ ساز کارنامہ مدرسہ احمدیہ کو کُلّی تباہی سے محفوظ رکھنا ہے۔ جب لاہوری جماعت کے بعض سرکردہ ممبروں کی خوشنما تقریروں کے نتیجہ میں جماعت مدرسہ احمدیہ کو بند کرنے پر آمادہ نظر آرہی تھی اُس وقت حضور کی ایک بے پناہ جذباتی مگر مدلّل تقریر نے جماعت کے دل پھیر دیئے۔ یہی مدرسہ احمدیہ ہے جس کے سپوتوں نے محمود کا سپاہی بن کر اس کی تمناؤں کی دُنیا استوار کی اور آج جامعہ احمدیہ کے نام سے معروفِ عمل ہے۔

۱۹۱۳ء میں حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو لندن میں بطور مربی سلسلہ بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا مگر رقم کی نایابی کی وجہ سے معاملہ ملتوی ہوتا نظر آیا تب وہی سیّدنا محمود آگے بڑھا اور انجمن انصار اللہ نے رقم جمع کر کے چوہدری صاحب کو لندن بھجوایا۔ یہ دونوں واقعات حضور کے ناپیدا کنار جذبۂ دعوتِ اِلی اللہ کی جھلک ہیں اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ خدا کی طرف سے علامتی رنگ میں اِس بات کا اعلان تھا کہ آئندہ دین کی اشاعت کا جھنڈا سیّدنا محمود اور اس کے ساتھیوں کے ذریعے بلند ہو گا۔

آخر وہ وقت آگیا جب خدا کی تقدیر نے دین کا جھنڈا اسی بابرکت وجود کے ہاتھ میں دے دیا اور اس کی بے چین رُوح نے ایک رنگ میں تسکین پائی۔ آپ نے امام جماعت کی مسند پر متمکن ہونے کے بعد جماعت کے منتخب نمائندگان سے فرمایا:۔

"میرے دل میں (دعوتِ حق) کے لئے اتنی تڑپ تھی کہ مَیں حیران تھا اور سامان کے لحاظ سے بالکل قاصر۔ پس مَیں اس کے حضور ہی جھکا اور دعائیں کیں اور میرے پاس تھا ہی کیا؟ مَیں نے بار بار عرض کی کہ میرے پاس نہ علم ہے نہ دولت، نہ کوئی جماعت ہے نہ کچھ اور ہے جس سے مَیں

خدمت کر سکوں مگر اب مَیں دیکھتا ہوں کہ اس نے میری دعاؤں کو سُنا اور آپ ہی سامان کر دیئے اور تمہیں کھڑا کر دیا کہ میرے ساتھ ہو جاؤ۔

پس آپ وہ قوم ہیں جن کو خدا نے چُن لیا اور یہ میری دعاؤں کا ایک ثمرہ ہے جو اس نے مجھے دکھایا۔ اس کو دیکھ کر مَیں یقین رکھتا ہوں کہ باقی ضروری سامان بھی وہ آپ ہی کرے گا اور ان بشارتوں کو عملی رنگ میں دکھا دے گا اور اب مَیں یقین رکھتا ہوں کہ دُنیا کو ہدایت میرے ہی ذریعہ ہوگی اور قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ گزرے گا جس میں میرے شاگرد نہ ہوں گے کیونکہ آپ لوگ جو کام کریں گے وہ میرا ہی کام ہوگا۔" (منصبِ خلافت صفحہ ۱۷)

اِس اعلان کے بعد سیّدنا حضرت مصلح موعود نے ساری جماعت کو داعی اِلی اللہ بنانے کے لئے بھرپور جدوجہد کی اور ابلاغِ حق کی بے شمار سکیمیں جاری کیں جن کی سرخیل تحریک جدید ہے۔ ۱۹۳۴ء کی احرار تحریک نے پیغامِ احمدیت کی اشاعت کو چار چاند لگا دیئے اور دُنیا کے گوشے گوشے میں دینِ حق کا نام پہنچا دیا گیا۔ دس سال بعد ۱۹۴۴ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر انکشاف فرمایا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ اشاعتِ حق کی جدوجہد میں یہ ایک اور حیران کُن سنگِ میل تھا۔ آپ نے اِس موقع پر جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے الہاماً میرے متعلق یہ خبر دی ہے کہ مَیں جلد جلد بڑھوں گا۔ پس میرے لئے یہی مقدر ہے کہ مَیں سُرعت اور تیزی کے ساتھ اپنا قدم ترقیات کے میدان میں بڑھاتا چلا جاؤں مگر اس کے ساتھ ہی آپ لوگوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے قدم کو تیز کریں اور اپنی سُست روی کو ترک کر دیں۔ مبارک ہے وہ جو میرے قدم کے ساتھ اپنے قدم کو ملاتا اور سُرعت کے ساتھ ترقیات کے میدان میں دوڑتا چلا جاتا ہے ..... اگر تم ترقی کرنا چاہتے ہو اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھتے ہو تو قدم بقدم اور شانہ بشانہ میرے ساتھ بڑھتے چلے آؤ تاکہ ہم کفر کے قلب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ دیں اور باطل کو ہمیشہ کے لئے صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیں اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔" (الموعود صفحہ ۲۱۶)

سیّدنا حضرت مصلح موعود کے باون سالہ دَور میں زمین کے کناروں تک دینِ حق کا پیغام پہنچا۔ دُنیا کے کناروں تک آپ نے شہرت پائی۔ ہر قوم اس چشمہ سے سیراب ہوئی۔

حضرات! اِن فقید المثال کامرانیوں کے بعد عقلاً جذبات کو ٹھنڈا ہو جانا چاہیئے تھا۔ رُوح کو تسکین ملنی چاہیئے تھی۔ دن کا چین اور راتوں کی نیند واپس آجانی چاہیئے تھی مگر نہ جانے کس مٹی سے وہ پیکرِ فولاد بنا تھا

جوں جوں آپ کی عمر ڈھلتی گئی آپ کا جذبۂ دعوتِ الی اللہ جوان تر ہوتا گیا۔ آپ کا ظرف بھرنے کے ساتھ ساتھ ہر لمحہ وسیع ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ آپ کا جسمِ ناتواں اس مضطرب رُوح کا ساتھ نہ دے سکا اور مٹی میں جا ملا مگر آپ کی رُوح زندہ ہے۔ آپ کے جذبات اور احساسات اِس فضا میں ریکارڈ ہو چکے ہیں اور وہ اپنی تکمیل کے لئے جوان عزم پیکروں کے متمنّی ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"حقیقت یہ ہے کہ ساری دُنیا میں صحیح طور پر (دعوت الی اللہ) کرنے کے لئے ہمیں لاکھوں (مربیان) اور کروڑوں روپیہ کی ضرورت ہے۔ جب مَیں رات کو اپنے بستر پر لیٹتا ہوں تو بسا اوقات سارے جہان میں (ابلاغِ حق) کو وسیع کرنے کے لئے مَیں مختلف رنگوں میں اندازے لگاتا ہوں۔ کبھی کہتا ہوں ہمیں اتنے (داعی الی اللہ) چاہئیں یہاں تک کہ بعض دفعہ بیس بیس لاکھ تک (مربیان) کی تعداد پہنچا کر مَیں سو جایا کرتا ہوں۔ میرے اس وقت کے خیال کو اگر ریکارڈ کیا جائے تو شاید دُنیا یہ خیال کرے کہ سب سے بڑا شیخ چلّی مَیں ہوں مگر مجھے اپنے خیالات اور اپنے اندازوں میں اِتنا مزہ آتا ہے کہ سارے دن کی کوفت دُور ہو جاتی ہے۔ مَیں کبھی سوچتا ہوں کہ پانچ ہزار (داعی الی اللہ) کافی ہوں گے پھر کہتا ہوں پانچ ہزار سے کیا بن سکتا ہے دس ہزار کی ضرورت ہے۔ پھر کہتا ہوں دس ہزار بھی کچھ چیز نہیں۔ جاوا میں اتنے (مربیان) کی ضرورت ہے۔ سماٹرا میں اتنے (مربیان) کی ضرورت ہے۔ چین اور جاپان میں اتنے (مربیان) کی ضرورت ہے۔ پھر مَیں ہر ملک کی آبادی کا حساب لگاتا ہوں اور پھر کہتا ہوں یہ (مربیان) بھی تھوڑے ہیں اس سے بھی زیادہ (مربیان) کی ضرورت ہے یہاں تک کہ بیس بیس لاکھ تک (داعیان الی اللہ) کی تعداد پہنچ جاتی ہے۔ اپنے ان مزے کی گھڑیوں میں مَیں نے بیس بیس لاکھ تک (داعی الی اللہ) تجویز کیا ہے۔ دُنیا کے نزدیک میرے یہ خیالات ایک واہمہ سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتے مگر اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو چیز ایک دفعہ پیدا ہو جائے وہ مرتی نہیں جب تک اپنے مقصد کو پورا نہ کرے لوگ بے شک مجھے شیخ چلّی کہہ لیں مگر مَیں جانتا ہوں کہ میرے ان خیالات کا خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ فضا میں ریکارڈ ہوتا چلا جا رہا ہے اور وہ دن دُور نہیں جب اللہ تعالیٰ میرے ان خیالات کو عملی رنگ میں پورا کرنا شروع کر دے گا۔ آج نہیں تو آج سے ساٹھ یا سو سال کے بعد اگر خدا تعالیٰ کا کوئی ایسا بندہ ہؤا جو میرے ان ریکارڈوں کو پڑھ سکا اور اُسے توفیق ہوئی تو وہ ایک لاکھ (مربّی) تیار کر دے گا پھر اللہ تعالیٰ کسی اَور بندے کو کھڑا کر دے گا جو (مربیان) کو دو لاکھ تک پہنچا دے گا۔ پھر کوئی اَور بندہ کھڑا ہو جائے گا جو میرے ان ریکارڈ کو دیکھ کر (مربیان)

کو تین لاکھ تک پہنچا دے گا اس طرح قدم بقدم اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی لے آئے گا جب ساری دنیا میں ہمارے بیس لاکھ (داعی الی اللہ) کام کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہر اک چیز کا ایک وقت مقرر ہے اس سے پہلے کسی چیز کے متعلق امید رکھنا بیوقوفی ہوتی ہے۔ میرے اب یہ خیال بھی ریکارڈ میں محفوظ ہو چکے ہیں اور زمانہ سے مٹ نہیں سکتے۔ آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں میرے یہ خیالات عملی شکل اختیار کرنے والے ہیں "

(الفضل ۲۸ر اگست ۱۹۵۹ء)

ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود کے یہ بظاہر انہونے مگر پاک خیالات رائیگاں نہیں گئے اور خدا تعالیٰ نے ان کی تکمیل کے لئے حضرت مصلح موعود کی ہی صلب سے دو مطہر وجود کھڑے کر دیئے۔ سیدنا ناصر کے سینے سے انہی خیالات کی صدائے بازگشت سنائی دیتی رہی اور وہ اپنا تن من دھن اس مقصد کی خاطر قربان کر دینے کا عزم لے کر میدانِ وغا میں جو کبھی لڑائی لڑتے رہے۔ آج سیّدنا طاہر کی تیغِ برّاں ہے جو دینِ حق سے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے شہبِ آسمانی کی طرح چمکتی اور ہر شیطانِ مارد کو دھتکار رہی ہے۔ وہ نہیں تھکے گا اور نہ ماندہ ہو گا جب تک ساری جماعت کو داعی الی اللہ بنا کر سیدنا محمود کے مقصود اور خیالات کو منزلِ مراد تک نہیں پہنچا لیتا۔

اے رُوحِ محمود تجھ پر سلام کہ تیری تمنائیں بر آنے کا وقت آن پہنچا۔ اے رُوحِ ناصر اور اس دَور کے مظفر تجھ پر بھی سلام کہ وہ فتح و نصرت کی کلید تُو ہی ہے جس کا مدت سے ہمیں انتظار تھا۔

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ ——— بقیہ صفحہ

صفات تو الگ رہیں اُس کی ایک صفت کے سارے پہلوؤں کو اختیار کرنا بھی بہت بڑا کام ہے۔ تمہاری زندگیاں تھوڑی ہیں اور کام بہت زیادہ۔ خدا کے فضل کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ حکم سُنکر عمل شروع کر دینا ہی دراصل ایک معنی میں حکم کی تعمیل ہے اس لئے فِرّوا الی اللہ میں یہ خوشخبری بھی ہے کہ تمہارا کام صرف دوڑنا ہے آگے منزل تک پہنچنا یہ تمہارے بَس کی بات ہی نہیں ہے اس کے لئے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا کا قانون جاری ہے۔ پس فِرّوا الی اللہ کا جہاں یہ مطلب ہے کہ جلدی کرو تمہاری زندگی کا اعتبار کوئی نہیں۔ خدا کی کس کس صفت کو تم اپناؤ گے اور کس حد تک تمہیں ان صفات میں سفر کرنے اور سیر کرنے کی توفیق نصیب ہو گی۔ ساتھ یہ خوشخبری بھی ہے کہ گھبرا کر ہمت نہ ہار بیٹھنا کہ کام ہماری طاقت سے بڑھ کر ہے۔ ایک عجیب قانون ہے جو اس دنیا میں جاری ہے۔ تم فِرّوا الی اللہ کے حکم پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ پہلا قدم اٹھا کر بھی اگر تم مرو گے تب بھی خدا تمہیں فلاح پانے والوں میں لکھ لے گا۔

دشمنوں کو بھی تو سیکھو دوست بن کر دیکھنا

عاصیوں کو بخش دیتا ہے وہ کیونکر دیکھنا
اُس کی رحمت کے کرشمے روزِ محشر دیکھنا

لالہ و گل دیکھنا، خورشید و اختر دیکھنا
حُسنِ بے پردہ کے دل آویز منظر دیکھنا

ہو چکا ہے کس قدر تاریک منظر دیکھنا
راہزن بن کر نکل آئے ہیں رہبر دیکھنا

واسطہ پڑنے سے ہوتی ہے حقیقت آشکار
کس طرح ملتے ہیں تم سے یہ توانگر دیکھنا

خدمتیں، قربانیاں، ایثار، حلم و صبر و ضبط
شوق ہو تو ان مراحل سے گذر کر دیکھنا

دوستوں سے دوستی کرنا تو کچھ مشکل نہیں
دشمنوں کو بھی تو سیکھو دوست بن کر دیکھنا

کبر و نخوت، حرصِ دولت، غیبت و بغض و عناد
گھات میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ ستمگر دیکھنا

دشمنِ انسانیت ہے شعلۂ نارِ حسد
دِل کو خاکستر نہ کر ڈالے یہ اخگر دیکھنا

پھول کی صورت مہک اُٹھے گا ہر خارِ الم
تم غمِ دُنیا کو سینے سے لگا کر دیکھنا

موجزن ہیں بحرِ خاموشی میں کتنے احتجاج
لب کی خاموشی کو تم دِل میں اُتر کر دیکھنا

راہِ اُلفت میں یہ نازک مرحلہ ہے اے سلیم
دیکھنا اُن کو مگر دِل میں بٹھا کر دیکھنا

(سلیم شاہجہانپوری۔ کراچی)

آداب و اخلاق

(محترم مولانا غلام باری صاحب سیف)

امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ترمذی میں " ابواب البرّ والصلۃ " کے تحت آداب و اخلاق کا ذکر کیا ہے۔ وہ مختلف آداب کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لائے ہیں۔

دوغلا پن

باب ما جاء فی ذی الوجھین " دو رُخے آدمی کے بارہ میں" اِس باب کے تحت صرف ایک حدیث درج ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

" قیامت کے روز خدا کے نزدیک بدترین دوغلا شخص ہوگا"۔

خدا اور اُس کے رسولؐ کا متبع حق بات کہتا ہے۔ اُس کا عمل بھی حق ہوتا ہے۔ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام ابن الوقتوں کا وطیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

" قولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم"

مومنو سیدھی بات کہو پیچدار اور کج بات مت کہو اِس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے اعمال میں صالحیت آئے گی اور خدا تمہاری کمزوریاں ڈھانپ لے گا۔ دوغلا پن ایک گناہ اور کمزوری ہے اِس کا حامل شخص کبھی صاحبِ کردار نہیں بن سکتا۔ صاحبِ کردار سیدھی اور صاف بات کہتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ اپنی جماعت کو اس اعلیٰ خُلق کی طرف اِن الفاظ میں توجہ دلاتے ہیں:۔

" پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دُور کر دے گی"۔

نیز فرمایا:۔

" بہت ہیں جو اُوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ۔ سو تم اُس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے

جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔"

چغلخوری

"باب ماجاء فی النمام" کے تحت امام صاحب مشہور صحابی حذیفہؓ کی حدیث لائے ہیں۔ حذیفہؓ وہ صحابی ہیں جن سے فتنوں کے بارہ میں بڑی کثرت سے احادیث مروی ہیں۔ یہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمّت میں پیدا ہونے والے فتنوں کے متعلق دریافت کرتے رہتے تھے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ۲ دو برتن بھرے تھے ایک اونڈھیل دیا ہے۔ اگر دوسرا خالی کرنا چاہوں تو میری یہ شاہ رگ کٹ جائے۔ روایت ہے کہ ان کو بعض صحابہؓ کے آئندہ طرزِ عمل کے بارہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا تھا۔ جنگِ بدر میں غلطی سے ان کے والد یمانؓ مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ یہ کہتے رہے مسلمانو! میرے باپ ہیں۔ میرے باپ ہیں۔ جب وہ شہید ہو گئے تو انہوں نے کہا مسلمانو! خدا تمہیں معاف فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیت دینا چاہی تو انہوں نے اس پیشکش کو بھی قبول نہ کیا۔

ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرا تو کسی نے ان سے کہا یہ شخص حکّام کے پاس لوگوں کی چغلی کھاتا ہے۔ اِس پر حضرت حذیفہؓ نے فرمایا میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپؐ فرماتے تھے چغلخور جنّت میں داخل نہ ہوگا۔

کم گوئی یا محتاط کلام

باب ماجاء فی العیّ کے تحت حضرت ابو امامہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرم و حیاء اور کم گوئی اور محتاط گفتگو ایمان کی دو شاخیں۔ بیہودہ گوئی اور بہت اور غیر محتاط گفتگو نفاق کی دو شاخیں ہیں۔

امام صاحب نے عیّ کے معنے بیان کرتے ہوئے فرمایا وہ خطیب جو لوگوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں، جو خدا کو پسند نہیں۔

غیر محتاط گفتگو کے بارہ میں اُس حدیث کو یاد رکھیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان عمل کرتا ہوُا جنّت کے قریب پہنچ جاتا ہے لیکن کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جو اُسے جہنّم میں دھکیل دیتا ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا بعض دفعہ تمہاری گفتگو تمہیں کسی مصیبت اور امتحان میں مبتلا کر دے گی البلاءُ موکّلٌ بالمنطق۔ ایک بار کسی صحابیؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ نجات کیا ہے فرمایا اَمسِكْ عَلَيكَ لِسانَكَ

اپنی زبان کو قابو میں رکھ کہ یہ ذریعۂ نجات ہے۔ صوفیاء نے تو کم گوئی، کم خوردن اور قلتِ نوم کو عبادت قرار دیا۔

بیان بھی ایک جادو ہے

اُوپر کے عنوان کے تحت امام صاحب نے یہ باب باندھا ان من البیان سحرا کہ بعض بیان بھی جادو کا اثر رکھتے ہیں۔ وہ دل کو لبھا لیتے ہیں۔ عجیب تاثیر رکھتے ہیں۔ پس کلام کرے تو انسان ایسا کہ دل میں اُتر جائے۔ دل کی کائنات کو بدل دے نہ کہ فساد پیدا کر دے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنے ملفوظات میں کئی مقامات پر یہ فقرہ نقل فرمایا ہے:

"ایہو ہیگا کیمیا جے کوئی جانے بول"

کہ اگر بات کرنا آتی ہے تو یہی کیمیا گری ہے۔ پس بات کرنے کا ڈھنگ سیکھئے۔ اپنے کلام سے پتھر دلوں کو موم کرنے کا فن سیکھیں۔ اس فن پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں انہیں پڑھئے۔

عاجزی اور انکساری

"تواضع" کے عنوان کے تحت امام صاحب حضرت ابوہریرہؓ کی اس حدیث کو لائے ہیں: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور عفو و درگذر کرنے سے انسان کی عزت و وقار ہی بڑھتا ہے اور انکساری اور عاجزی اختیار کرنے والے کو خدا رفعت ہی عطا کرتا ہے۔

عاجزی اور عجز دو الگ الگ خلق ہیں۔ عاجزی اور انکساری ایک اعلیٰ وصف ہے اور یہ قدرت رکھنے پر شیخی نہ بگھارنے بلکہ اپنے آپ کو لاشیٔ سمجھنے کا نام ہے جب کہ عجز نکمّا پن اور کمزوری ہے۔

ایک دوسری حدیث ہے کہ جب کوئی شخص تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے ساتویں آسمان تک رفعت نصیب فرماتا ہے۔ جہاں عاجزی اور انکساری انسان کے با اخلاق ہونے کی دلیل ہے وہاں عجز و ضعف اس کے نکما پن ہونے پر دال ہے۔ عاجزی اور انکساری خدا کے نیک بندوں کا شیوہ ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں ؎

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

آپ فرماتے ہیں:

"سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلّل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے

سے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک ذرہ بھر انسان داخل نہیں ہو سکتا۔"

ظلم و ستم

اِس عنوان کے تحت امام صاحب حضرت عمرؓ کے صاجزادے ابن عمرؓ سے مروی حدیث لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لوگو ایک ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے اندھیروں کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ ظلمات کے معنے شدائد کے بھی ہیں کہ ظلم کرنے والا ایک نہیں کئی مصیبتوں میں قیامت کے دن گرفتار ہوگا۔

قرآن مجید میں سب سے زیادہ مذمت جس بد خلقی کی آئی ہے وہ ظلم ہے۔ اِس لئے ظلم سے ہاتھ روک لیجئے کسی کا حق غصب نہ کیجئے خواہ وہ آپ کا حق غصب کر رہا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو وصیت فرمائی تھی کہ تم پر ایسے حاکم مقرر کئے جائیں گے جو تمہارے حقوق غصب کریں گے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا اِس صورت میں ہم کیا کریں۔ فرمایا تم ان کے حقوق ادا کرنا۔ اللہ سے عاقبت طلب کرنا اور اپنے حقوق حوضِ کوثر پر مجھ سے لے لینا۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

عیب چینی نہ کرو

اِس باب کے تحت امام صاحب حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک حدیث لائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند آیا تو کھا لیا۔

کھانے میں عیب جہاں ایک رنگ میں ناشکری ہے تو دوسری جہت سے گھر میں تلخی پیدا کرنے کے بھی مترادف ہے اور ہمیں تو حکم ہے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال کے لئے بہتر ہے۔ کھانے کی تعریف جہاں خدا کی نعمت کا شکر ہے وہاں کھانا پکانے والے کی حوصلہ افزائی اور دلجوئی بھی ہے۔ اگر کبھی کھانا پسندیدہ نہیں تو اِس امر کو بھی ملحوظ رکھیں کہ آپ نے اِن ہاتھوں سے کتنے اچھے کھانے بھی کھائے ہیں پھر اگر کسی دن وہ معیار قائم نہیں رہ سکا تو آخر تھو کیوں۔ کیوں نہ خدا کے شکر گزار بندے بنیں۔

صاحبِ ایمان کی تعظیم

اِس باب میں امام صاحب یہ حدیث لائے حضرت ابنِ عمرؓ راوی

ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ آپ نے بلند آواز سے پکارا اے وہ گروہ جس نے زبان سے اسلام کا اقرار کیا ہے لیکن ابھی تک ایمان نے دل میں اثر نہیں کیا دیکھو! مسلمانوں کو اذیت نہ دو نہ اُن کی عیب جوئی کرو نہ ان کی لغزشوں کو تلاش کرو۔ یاد رکھو جو اپنے مسلمان بھائی کی لغزشوں کو تلاش کرتا ہے اللہ اس کی پردہ دری کرے گا اور یاد رکھو اللہ جس کی پردہ دری کرتا ہے وہ رسوائی سے بچ نہیں سکتا خواہ وہ بند کمرے میں اس کا مرتکب ہو۔

حضرت نافعؓ حضرت عبداللہؓ بن عمر کے غلام روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمرؓ کے فقیہہ صاحبزادے ابن عمرؓ نے خانہ کعبہ کو دیکھا تو یوں گویا ہوئے۔ کعبہ! تو کتنا معظم ہے اور تیری حرمت بھی کتنی عظیم ہے لیکن اللہ کے نزدیک مومن کی حرمت تجھ سے بھی بڑی ہے۔

اس حدیث اور حضرت ابن عمرؓ کے قول سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام انسانیت اور ایمان لانے والوں کا احترام سکھاتا ہے کسی کی رسوائی کی اجازت نہیں دیتا کسی کی لغزشوں کو تلاش کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ اگر معاشرہ میں یہ چکر چل جائے تو پھر کوئی بھی محفوظ نہیں کہ بقول ایک عرب شاعر ؎

من ذا الذی ما ساء قط

ومن لہ الحسنیٰ فقط

کون ہے جس سے کبھی کمزوری یا بُرائی سرزد نہیں ہوئی اور کون سرتاسر خوبی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہر کمزوری سے مبرّا اور ہر خوبی کی جامع ہے۔

لیکن جب کسی کے درپئے آزار ہو جائے تو بہانہ جُو یہ عذر تراش لیتا ہے کہ یہ صاحبِ ایمان نہیں تو یاد رکھئے یہ مزید ایک فتنہ ہے۔ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور جب جنگ کے موقع پر کسی نے اسلام کا اظہار کرنے والے کو یہ عذر کر کے قتل کر دیا تھا کہ یا رسولؐ اللہ مقتول نے تو ڈر کے مارے اسلام کا اظہار کیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تُو نے اُس کا دل پھاڑ کر دیکھا تھا کہ اُس نے ڈر کے مارے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خدا نے اِس لئے مبعوث نہیں کیا کہ میں دل میں سینده لگا کر دیکھوں۔

اِسی طرح آپؐ نے ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا عمرؓ تجھ سے لوگوں کے اعمال کے متعلق حساب نہیں ہوگا۔ گویا ہر ایک کے عمل کا تعلق اُس سے ہے۔ اعمال کا محاسبہ وہ لے گا جس نے فرمایا مومنوں کا حساب آسان ہوگا کہ اس رحیم و کریم کے محاسبہ میں انتقام کا کوئی عنصر نہیں ہوگا۔ اُس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہو چکی ہے۔ کاتبِ تقدیر کا فیصلہ ہے رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ کہ میری رحمت میرے

غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ اُس نے اپنے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی وساطت سے آپ کا کلمہ پڑھنے والے ہر شخص کو فرمایا نَبِّئْ عبادی انّی انا الغفور الرحیم کہ میرے بندوں کو یہ بتا دیں کہ میں بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہوں۔

پس اس کی رحمت کو ہر طرف بکھیرو کہ اس رؤوف و رحیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی اقرعؓ سے فرمایا تھا من لا یَرحم لا یُرحم جو کسی پر رحم نہیں کرتا اُس پر خدائے ذو العرش بھی رحم نہیں فرمائیگا۔ اعاذنا اللہ من ذٰلک۔

تجربات

اِس باب کے تحت امام صاحب حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ایک روایت لائے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُس وقت تک کوئی حلیم نہیں بن سکتا جب تک اُس سے لغزش سرزد نہیں ہوتی اور اُس وقت تک کوئی فلاسفر نہیں بن سکتا جب تک اُسے تجربہ نہ ہو۔

جب تک کوئی صاحبِ حال نہ ہو وہ ہر قسم کے حالات سے گذرا نہ ہو اُس میں صحیح کردار پیدا نہیں ہوتا اگر کسی سے لغزش ہوئی پھر اُسے معاف کر دیا گیا تو اسے معرفت حاصل ہوئی کہ معاف کرنے میں کیا برکت ہے کیا فائدہ ہے۔ اب جب وہ لوگوں کی لغزشیں دیکھے گا تو معاف کرے گا۔ کہ عفو نے اسے کیا فائدہ دیا اب وہ بھی لوگوں کو معاف کرے گا۔ عفو السلوك ابقاء للملك کہ بادشاہوں کا عفو ملک کو باقی رکھنے کا موجب بنتا ہے۔ اگر ہر قصور وار کی گردن اُڑا دی جائے تو معاشرہ کو ہم کئی باصلاحیت افراد سے محروم کرنے کا موجب ہونگے۔

روایت ہے کہ ایک بار حضرت بانیٔ سلسلہ (اللہ تعالیٰ کی آپ پر ہزاروں لاکھوں رحمتیں ہوں) کے سامنے آپ کے ایک ساتھی کی شکوہ شکایات کی گئیں۔ آپ نے شکایت کرنے والے سے کہا:

عیبش گفتۂ ہنرش نیز بگو

اُس کے عیب گنوائے ہیں اُس کی کسی خوبی کا بھی تو ذکر کرو۔

اور حکیم یعنی فلاسفر نہیں بن سکتا جب تک وہ مختلف حالات میں سے نہ گذرے۔ وہ سرد و گرم چشیدہ نہیں مختلف حالات اس پر وارد نہیں ہوئے تو اُسے کیا علم کہ اِس قسم کے حالات میں اسے کیا کرنا ہے۔ وہ اگر صاحبِ حال نہیں تو دوسروں کی راہنمائی کیسے کر سکتا ہے۔

ایک بار حضرت عمرؓ کے سامنے کسی شخص کے متعلق کہا گیا فلاں بہت اچھا شخص ہے۔ آپ نے فرمایا

تم نے اس کے ساتھ کبھی سفر کیا ہے۔ اُس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا کبھی لین دین اس سے کیا ہے۔ اُس نے جواباً پھر نفی میں جواب دیا۔ اِس پر آپ نے فرمایا کہ گیا اسے صرف خانۂ خدا میں اونچا نیچا ہوتے دیکھا ہے۔

انسان کے کردار کا پتہ چلتا ہے مختلف جہتوں سے اسے دیکھنے سے۔ بلکہ مَیں یہ کہوں گا کہ کردار بنتا ہے مختلف حالات سے گذر کر۔ تجربہ انسان کو حکمت سکھاتا ہے۔ اگر کوئی صاحبِ عقل و فکر ہے تو زمانہ سے وہ سیکھتا ہے۔ زمانہ اس کا استاد ہے اگر وہ اس کی تحریرات پڑھنے کا ملکہ رکھتا ہے۔

جُھوٹ کا لباس

اِس باب میں امام صاحب حضرت جابرؓ کی روایت لائے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے کوئی عطیہ دے اگر اس میں طاقت ہے تو اس کا بدلہ دے یعنی اُسے جواب میں یہ بھی کوئی ہدیہ دے۔ اگر اِس کی استطاعت نہیں تو پھر اس عطیہ کی تعریف کرے کہ یہ چیز بہت اچھی ہے کیونکہ جس نے تحفہ کی تعریف کی اس نے گویا شکریہ ادا کیا اور جس نے اس کا ذکر نہیں کیا بلکہ اسے چھپایا اُس نے ناشکری کی۔ اور جس نے اس چیز کا اظہار کیا جو اسے خدا کی طرف سے عطا نہیں وہ ایسا ہے گویا اس نے جھوٹ کا لباس زیب تن کیا۔

انسان جو کچھ ہے اسی کا اظہار کیا۔ منافق کی ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اسے جو عطا نہیں اس کی طرف اسے منسوب کر کے اس کی تعریف کی جائے۔ پانی کے بلبلے اور غبارے میں کب تک ہَوا بھری رہتی ہے۔ کاٹھ کی ہنڈیا کب تک آگ پر رکھی جا سکتی ہے۔

اپنی طرف وہ خوبی منسوب کرنا یا کروانا جو اُسے عطا نہیں اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کا لباس قرار دیا ہے۔ اور کیا جھوٹا لباس بھی کبھی زینت کا موجب بنا ہے۔ یہ بد خلقی ہے اِس سے اخلاق مزیّن کس طرح ہو سکتے ہیں۔

نیک کام کی تعریف

حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت اسامہؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نواسوں کی طرح عزیز تھے حدیث میں آتا ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کو ایک ران پر اور دوسری ران پر حضرت اسامہؓ کو بٹھایا پھر دونوں کو سینہ سے بھینچا اور فرمایا اللہ مَیں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِن کو محبوب رکھیو۔

مرض الموت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ کو بلایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سر پر

ہاتھ رکھتے تھے پھر ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرماتے۔ اسامہؓ کہتے ہیں میں سمجھ گیا حضورؐ مجھے خدا کے سپرد فرما رہے ہیں۔

یہ اسامہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص سے کوئی نیکی کی گئی اُس شخص نے نیکی کرنے والے کو" جزاك اللّٰه" کہا تو اُس نے شکریہ ادا کر دیا"

اس لئے کسی شخص سے آپ کو بھلائی پہنچے اُسے کم از کم جزاك اللّٰه تو کہیں۔

یہاں امام بخاری کے شاگرد امام ترمذی علیہ الرحمۃ کی کتاب ترمذی کا باب البرّ والصّلۃ ختم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ہر نیکی کے بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے ہر بدی سے اجتناب کی توفیق نصیب ہو۔ آقائے مدنی سردارِ دوجہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو حرزِ جان بنانے کی توفیق نصیب ہو۔ اللّٰھم آمین

پسرش یادگارے بنیم ——— بقیہ صـــ۲

قلوب میں وہی رقت پیدا کریں۔ عبادت میں وہی رنگ بھر دیں۔ رکوع و سجود میں وہی تڑپ دکھائیں اور ہماری تضرّعات اور ابتہال میں ایسا شور ہو کہ خدا تعالیٰ دوبارہ ۲۰ فروری کا یوم مبارک ہمارے لئے مقدّر کر دے اور عرش سے گوشِ عالم دوبارہ یہ خوشخبری سُنے:

"سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (......) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! ...... تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں"

زعماء کرام انصار اللہ سے ضروری گذارش

پہلے مرحلہ میں چندہ وقفِ جدید کے وعدوں کی فہرست مکمل کروا کے جلد از جلد مرکز میں ارسال کریں۔ کوشش فرمائیں کہ (۱) انصار اللہ کا ہر ممبر اس تحریک میں شامل ہو (۲) اپنے گھر کے ہر فرد کو تحریک وقفِ جدید میں شامل کرے (۳) زیادہ سے زیادہ تعداد میں معاونینِ خاص اور ننھے مجاہد بنائیں۔

(قائد وقفِ جدید انصار اللہ مرکزیہ)

اشاراتِ علمیہ

خود بدلتے نہیں انجیل بدل دیتے ہیں

مکرم شیخ عبد القادر صاحب لاہور

انجیل کے خط عبرانیوں میں ہے کہ مسیح نے

اس سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی (۵/۷)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ اس حوالے کے باعث مسیحی علماء کس درجہ پریشان ہیں اس کا اندازہ اِس امر سے لگائیے کہ انیسویں (19) صدی کے ایک بڑے عالم ہارنیک نے کہا چونکہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے تھے اِس لئے متن میں ترمیم کر لینا چاہیئے "اُس کی سُنی گئی" کی بجائے یہ پڑھنا چاہیئے :

اُس کی سُنی نہیں گئی

بیسویں صدی کے سب سے بڑے عالم بلٹ مان نے اِس ترمیم کو قبول کر لیا۔ یہ سب کچھ "جیروم بائیبل کومنٹری" میں عبرانیوں ۵/۷ کے نیچے لکھا ہوُا موجود ہے اور انصار اللہ کی ایک گذشتہ اشاعت میں "اشاراتِ علمیہ" میں تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے اِس سلسلہ میں کچھ مزید ردّ و بدل بھی ہوُا ہے اس کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ ۱۹۷۰ء میں بائیبل کا ایک نیا ترجمہ شائع ہوُا اسے "نیو انگلش بائیبل" کا نام دیا گیا　　اس حوالے میں موت کی بجائے GRAVE کر دیا گیا۔

جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا

اِس کی بجائے یہ ہو گیا :

جو اس کو قبر سے بچا سکتا تھا

لیجئے بات کچھ کی کچھ ہو گئی۔

سب سے دلچسپ ردوبدل کیتھولک بائیبل کے اُردو ترجمہ میں ہؤا۔ یہ ۱۹۵۸ء میں روما میں شائع ہوئی پاکستان کے جناب پال ارنسٹ ترجمہ بورڈ کے رُکن تھے۔ انہوں نے اپنی تصنیف "خدا کی کتاب" میں یُحرِّفُونَ الْکَلِمَ کی رُوداد اپنے قلم سے لکھی ہے وہ درج ذیل ہے:۔

"دوسری بات عبرانیوں ۵ : ۷ کا ترجمہ ہے۔ اس آیت کا پروٹسٹنٹ بائیبل میں ترجمہ یہ ہے کہ مسیح نے اس سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب سے اس کی سُنی گئی۔ فادر لیبرئیس صاحب بھی یہی ترجمہ کرتے تھے لیکن مَیں نے کہا کہ مرزائی اس کا مطلب بالکل غلط نکالتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اُس سے دعائیں کیں اور اس کی دعائیں سُنی گئیں۔ پس وہ موت سے بچایا گیا وہ صلیب پر نہیں مرا تھا بلکہ صرف بیہوش ہو گیا تھا اور پھر وہ ہوش میں آگیا اور تندرست ہو گیا۔ مَیں نے کہا کہ جس لفظ کا ترجمہ "سے" کیا گیا ہے اس کا ترجمہ "میں سے" بھی ہے پس اس نے اُس سے دعائیں کیں جو اُسے موت میں سے بچا سکتا تھا یعنی مُردہ کو زندہ کرنے سے موت سے بچا سکتا تھا۔ خدا نے اُسے تیسرے دن مُردوں میں سے زندہ کیا اور یوں اُسے موت میں سے یا موت سے بچایا۔ فادر لیبرئیس صاحب کہتے رہے کہ وہ اسے موت سے بچا سکتا تھا لیکن بچایا نہیں لیکن حق یہ ہے کہ خدا نے اُسے مُردوں میں سے زندہ کر کے اُسے بچایا تھا۔ فادر سلواتر صاحب نے میرا ترجمہ قبول فرما کر "موت میں سے" درج کرایا۔"

(خدا کی کتاب صـ۶۶)

اب کیتھولک بائیبل میں جو ترجمہ شائع شدہ موجود ہے وہ اِس طرح ہے "جو اُس کو موت میں سے بچا سکتا تھا۔"

عبرانیوں ۵ : ۷ کے حوالے میں تین تبدیلیاں تجویز کی گئیں اس سے ظاہر ہے کہ کسرِ صلیب کے اس حوالے کی وجہ سے پراٹسٹنٹ اور کیتھولک علماء کس درجہ پریشان ہیں۔

اِک کرشمہ اپنی قُدرت کا دِکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے ربّ الوریٰ

حق پرستی کا مِٹا جاتا ہے نام
اِک نشاں دکھلا کہ حُجّت ہو تمام

وفاقی جمہوریہ جرمنی

(مکرم حیدر علی ظفر صاحب سابق مربّی جرمنی)

جرمن قوم کی ایک بہت لمبی اور بڑی داستان ہے۔ ۱۸۷۱ء میں جرمن ایمپائر کے قیام سے قبل جرمنی بہت سی ریاستوں پر مشتمل تھا۔[1] ۱۸۷۱ء میں جب جرمن ایمپائر وجود میں آئی تو یہ ۲۵ صوبوں پر مشتمل تھی جن میں سے تین جمہوری تھے اور باقی بائیس صوبوں میں شاہی نظام نافذ تھا۔ جنگِ عظیم اوّل جو کہ ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک جاری رہی، کے خاتمہ پر جرمن ایمپائر کو پارلیمانی جمہوری بادشاہت میں بدل دیا گیا تھا۔[2] اِس سلطنت کا آخری صدر "پاؤل فان ہِنڈن برگ[3]" تھا اور اس کا آخری چانسلر (وزیرِ اعظم) ہٹلر تھا جس نے ۳۰ جنوری ۱۹۳۳ء کو یہ عہدہ سنبھالا تھا۔ ۲ اگست ۱۹۳۴ء کو صدر ہنڈن برگ کے مرنے کے بعد ہٹلر نے صدر کے اختیارات بھی خود سنبھال لئے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں فوجوں کی سپریم کمانڈ بھی اس نے خود سنبھال لی اِس طرح جمہوری حکومت تو مکمل طور پر ختم ہو گئی۔

ہٹلر نے پہلے تو جنگ کی تیاریاں شروع کیں اور پھر ملک گیری کی ہَوس کو پورا کرنے کی خاطر دوسرے علاقوں پر قبضے جمانے شروع کر دیئے جس سے بالآخر یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو جنگِ عظیم دوم کا آغاز ہوا۔[4] یہ جنگ ابھی جاری ہی تھی کہ ۳۰ اپریل ۱۹۴۵ء کو ہٹلر نے خودکشی کر لی تو KARL DONITZ کے حصّہ میں ہٹلر کی جانشینی آئی۔ چند ہی دنوں میں جرمن فوج نے شمال مغربی جرمنی، ہالینڈ اور ڈنمارک میں جُزوی طور پر SURRENDER کر دیا

۱؎ DATEN DER WELTGESCHICHTE ص ۳۳۲

۲؎ " " " ص ۳۸۶

۳؎ PAUL VON HINDENBURG وفات ۲ اگست ۱۹۳۴ء

۴؎ DER WELTGESCHICHTE ص ۴۱۴

پھر چند ہی دنوں میں جب جرمن جرنیلوں نے اپنی شکست کے محضر نامہ پر بلا شرط دستخط کر دیئے تو اتحادیوں[1] نے کنٹرول کمیشن کے ذریعہ جرمن حکومت کا خاتمہ کر دیا اور اعلان کیا کہ وہ جرمنی میں اقتدارِ اعلیٰ کو سنبھال رہے ہیں اور اس کے بعد مغربی جرمنی کے داخلی اور خارجی امور کے اختیارات اتحادیوں کے پاس ہوں گے۔
انہوں نے ملک کو چار حصّوں میں تقسیم کر دینے کا اعلان کر دیا اور یہ بھی طے کیا کہ جرمنی کی حدود وہی رہیں گی جو ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء (یعنی ہٹلر کی جنگی کوششوں کے شروع کرنے سے پہلے تھیں) میں تھیں لیکن برلن پر چار طاقتوں کا کنٹرول ہوگا۔ روس نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں سے دریائے اوڈر (ODER) (اس دریا پر ایک شہر کا نام FRANKFURT ہے اور ایک FRANKFURT مائن دریا کے کنارے پر ہے۔ دونوں کا فرق کرنے کے لئے FRANKFURT/ODER اور FRANKFURT/M لکھتے ہیں) کے مشرق میں تمام علاقہ پولینڈ کے حوالے کر دیا۔ ختم شدہ جرمن ایمپائر کا شمالی مشرقی نصف حصّہ روس کے پاس ہی رہا اتحادیوں کے پہلے سے کئے ہوئے ایک معاہدے کے تحت جرمنی کو تین خطّوں میں تقسیم کر دیا گیا اس لئے یہ طے پایا کہ برلن پر امریکہ، برطانیہ اور روس کی عمل داری ہوگی۔ بعد میں ایک معاہدے کے تحت برلن میں فرانس کے لئے بھی ایک خطّے کا اضافہ کر دیا گیا اِس طرح برلن پر چاروں طاقتوں کا اقتدارِ اعلیٰ قرار پایا۔ یاد رہے کہ برلن کو صرف روسیوں نے ہی فتح کیا تھا۔ برلن میں چاروں ممالک کے کمانڈر انچیفس پر مشتمل اتحادی کنٹرول کونسل قائم کر دی گئی۔ ۱۹۴۶ء میں سب مقبوضہ حصوں میں بلدیہ کے انتخابات ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں امریکی اور برطانوی دونوں نے الحاق کر لیا۔ مغربی طاقتوں (امریکہ، برطانیہ اور فرانس) نے تینوں مغربی زونوں میں کرنسی کی بعض اصلاحات کیں۔ روسی زون کے نمائندوں نے آئندہ اتحادی کنٹرول کمیشن کا بائیکاٹ کر دیا اور اس نے اپنے زون میں بھی کرنسی کی اصلاحات کیں۔ ادھر تینوں اتحادی زون ایک TRIZONE[2] بنانے پر راضی ہوگئے۔ اِن ہی دنوں کی بات ہے کہ برطانیہ، فرانس اور امریکہ اور بینیلکس[3] ممالک کا ایک اجلاس لندن میں ہوا جس میں یہ طے پایا کہ اتحادی فوجی گورنر مقامی افراد کے تعاون سے ایک ایسا ادارہ بنائیں جو پورے مغربی جرمنی کے لئے دستور تیار کر سکے۔ اِس پر روسی حکمرانوں کو بہت غصّہ آیا۔ انہوں نے فوری طور پر برلن کی ناکہ بندی کر دی۔ برلن کے چاروں اطراف روسی زون تھا اِس لئے برلن ایک جزیرے کی طرح ہو کر رہ گیا۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے برلن کے مغربی زونوں سے زمینی رابطہ منقطع ہو جانے پر انہوں نے تقریباً ایک سال تک جہازوں کے ذریعہ وہاں پر غلّہ، کوئلہ، اجناس، انڈسٹری کے لئے خام مال اور دیگر

---

[1] مراد روس، برطانیہ، فرانس، امریکہ
[2] تین زونوں پر مشتمل ایک زون
[3] بلجیئم، ہالینڈ اور لکسمبرگ

ضروریات کی اشیاء پہنچائیں۔ ان دنوں ہر ڈومنٹ کے بعد وہاں پر ایک مال بردار جہاز اُترتا تھا۔ ان پروازوں کے دوران وہاں پر شدید فضائی حادثے بھی پیش آئے جن میں ۷۲ افراد ہلاک ہوئے۔ اس ناکہ بندی کے دوران برلن کے عوام کو خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر ۵ مئی ۱۹۴۹ء کو چاروں طاقتوں کے درمیان یہ طے پایا کہ ریلوے اور سڑکوں کے ذریعہ برلن کے مغربی زونوں تک رسائی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔ گویا کہ ناکہ بندی ختم کر دی گئی
اُدھر مغربی زونوں میں KONRAD ADENAUER (کون راڈ آڈے نوآر) کی صدارت میں نیا بنیادی قانون منظور کیا گیا جس کے تحت ۲۳ مئی ۱۹۴۹ء کو وفاقی جمہوریہ جرمنی (جسے عام طور پر مغربی جرمنی کے نام سے پکارا جاتا ہے) معرضِ وجود میں آیا اور عارضی طور پر بون کو دارالحکومت بنایا گیا۔ چند ہفتوں بعد ہی پارلیمنٹ کا انتخاب ہوا جس میں THEODOR HEUB (تھیوڈو ہیوس) پہلا صدر اور KONRAD ADENAUER پہلا چانسلر بنا۔ فوجی حکومت ختم ہوگئی اور اتحادی ہائی کمیشن قائم کر دیا گیا اور اختیارات اس کے سپرد کر دیئے گئے۔
جب جرمنوں کو بنیادی قانون کے تحت حکومت کرنے کی اجازت دی گئی تو اس کے ساتھ ہی اتحادیوں نے اپنا قانون STATUTE LAW بھی رائج کر دیا جس کے مطابق نئی حکومت کے حقوق اور دائرۂ اختیارات محدود تھے۔ فوج، غیر ملکی تجارت، زرِ مبادلہ، یہ سب امور ایسے تھے جن پر ADENAUER کی حکومت کو کوئی اختیار نہیں تھا البتہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو پیرس میں برطانیہ، فرانس اور امریکہ اور وفاقی جمہوریہ مغربی جرمنی کی حکومتوں کے نمائندوں کے درمیان جو مذاکرات ہوئے ان میں ایک کنونشن طے پایا کہ جب موجودہ کنونشن نافذ العمل ہو جائے گا تو یہ تینوں حکومتیں STATUTE LAW اور اتحادیوں کے ہائی کمیشن ختم کر دیئے جائیں گے لیکن اس کے ساتھ ہی اتحادیوں نے جرمنی کو اس بات میں پابند بنا دیا کہ جرمنی کو دوبارہ متحد کرنے، برلن کا مسئلہ حل کرنے یا کسی ملک کے ساتھ معاہدۂ امن طے کرنے کا مرحلہ پیش آیا تو اُس وقت وفاقی جمہوریہ جرمنی کو تینوں طاقتوں کے ساتھ لازمی طور پر مشورہ کرنا ہوگا۔
اتحادیوں نے مغربی زونوں کو اپنے نقطۂ نظر سے اس طرح آزادی دے دی۔ اُدھر روسی خطہ میں تیسری عوامی کانگریس نے دستور منظور کر لیا اور اس طرح روسیوں نے اُسے بھی اپنے نقطۂ نظر سے آزادی دے دی۔ ۳۰ مئی ۱۹۴۹ء کو جرمن ڈیموکریٹک ری پبلک (مشرقی جرمنی) کا قیام عمل میں آیا۔ WILHELM PIECKS (ولہیلم پیکس) اس کا پہلا صدر بنا اور OTTO GROTE WOHL (اوٹو گروٹے وَیل) نے وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا۔
یہ تھی مشرقی اور مغربی یعنی جرمنی کے دونوں حصوں میں اپنے اپنے نقطۂ نظر سے آزادی ملنے کی مختصر تاریخ۔ البتہ وفاقی جمہوریہ جرمنی کے نزدیک مشرقی جرمنی کے عوام اب بھی محبوس ہیں قید میں ہیں انہیں ابھی تک آزادی نہیں ملی۔

بلکہ ان پر ایک ایسا نظام مسلط کیا گیا ہے جسے کبھی بھی جائز تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا خیال ہے کہ اتحادِ جرمنی کیلئے جرمن عوام کی رائے معلوم کی جائے۔ مغربی جرمنی نے اسی لئے بون (BONN) کو عارضی طور پر دارالحکومت قرار دیا تھا (جب تک اتحاد نہیں ہوتا) کیونکہ جرمنی کا اصل دارالحکومت تو برلن ہی ہے۔

مگر معلوم ہوتا ہے کہ اتحادِ جرمنی کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوگا۔ اب تو چند سالوں سے مغربی جرمنی نے ایک لحاظ سے مشرقی جرمنی کو تسلیم بھی کر لیا ہے۔ اِس وقت دونوں ہی U.N.O کے ممبر ہیں البتہ دونوں ملکوں کے درمیان ابھی تک سفارتی تعلقات قائم نہیں ہوئے اس کی بجائے دونوں ممالک میں ایک دوسرے کے نمائندے موجود ہیں۔ اِن دونوں ممالک میں جو حد ہے اُسے مغربی جرمنی والے حدِ فاصل کہتے ہیں جبکہ مشرقی جرمنی والے اِسے باقاعدہ سرحد کہتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ مشرقی جرمنی کے PRIME MINISTER نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اِس سرحد کو باقاعدہ سرحد سمجھا جائے۔[1]

برلن: قبل اِس کے کہ مَیں وفاقی جمہوریہ جرمنی کا کچھ تفصیل سے ذکر کروں برلن شہر کا مختصر تعارف کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۹۴۵ء تک برلن جرمن ایمپائر کا دارالحکومت تھا۔ لوگوں کی آبادی، صنعت اور کلچر کے اعتبار سے یہ ایک بڑا شہر تھا۔ اِس شہر کو جنگِ عظیم دوم میں بہت نقصان پہنچا۔ پچاس ہزار سے زائد مکانات کُلی طور پر تباہ ہو گئے تھے اور ۵۰ فیصد صنعت بھی تباہ ہو گئی تھی اور یہ شہر تقریباً کھنڈرات میں تبدیل ہو گیا۔ اِس شہر کو جسے صرف روس نے ہی فتح کیا تھا چاروں طاقتوں نے ۱۹۴۵ء میں چار سیکٹروں میں تقسیم کر لیا۔ ۱۹۴۸ء سے مغربی طاقتوں کے تینوں حصّوں نے برلن ویسٹ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اِس حصہ پر امریکہ، برطانیہ اور فرانس کا کنٹرول ہے۔ برلن ویسٹ جانے کے لئے مغربی جرمنی کی ایئر لائن کے جہازوں کو جانے کی اجازت نہیں صرف امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی فضائی کمپنیوں کے جہاز برلن ویسٹ جا سکتے ہیں البتہ کار اور ریل گاڑی کے ذریعہ مشرقی برلن میں سے گزر کر جانے کی اجازت ہے۔ مشرقی جرمنی سے گزرتے وقت پاکستانی پاسپورٹ ہولڈر کو ۲۴ گھنٹے کے لئے TRANSIT ویزا گاڑی میں ہی مل جاتا ہے۔ برلن ویسٹ کے عین سنٹر میں ایک شکستہ گرجا بھی ہے جو کہ جنگ کی تباہ کاریوں کے نمونے کے طور پر اُسی طرح قائم ہے۔ مشرقی سیکٹر کا نام برلن الیسٹ ہے جو کہ روس کے ماتحت ہے یہ حصہ آجکل مشرقی جرمنی کا دارالحکومت ہے۔

دیوارِ برلن: ۱۳؍ اگست ۱۹۶۱ء کو حکومتِ مشرقی جرمنی نے روس کے اشارے پر مغربی برلن کے چاروں

---

[1] HAMBURGER ABENDBLATT 16-12-76 SEITE 15

اطراف خاردار تاروں کے ذریعہ آزاد آمدورفت کے تمام راستے بند کر دیئے۔ جہاں مکانات تھے وہاں مکانات کے دروازوں اور کھڑکیوں میں اینٹیں چن دی گئیں۔ اِسے ہی دیوارِ برلن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اب تو مشرقی جرمنی کی حکومت نے سیمنٹ کی دیوار تعمیر کر دی ہے۔ اِس دیوار کے اُوپر گول اینٹیں نصب کی گئی ہیں تاکہ اگر کوئی دیوار کو پھاندنا چاہے بھی تو اس کے ہاتھ پھسل جائیں اور وہ نیچے آگرے۔ اِس دیوار کے پیچھے چھوٹے بُرج نما مورچوں میں مشین گنوں اور شکاری کتّوں کے ساتھ مسلح فوج بھی پہرہ دے رہے ہوتے ہیں تاکہ اگر کوئی شخص مشرقی برلن یا مشرقی جرمن سے بھاگنے کی کوشش کرے تو وہ اُسے گولی کا نشانہ بنا دیں۔

اِس دیوار کی وجہ سے برلن شہر کے رہنے والوں کو برلن شہر میں ہی آزاد چلنے پھرنے سے روک دیا ہے کئی سالوں تک مغربی برلن اور مشرقی برلن کے لوگ اپنے عزیزوں کو نہ دیکھ سکے۔ اب کئی سالوں کی گفتگو کے بعد مغربی جرمنی والے ویزا لے کر وہاں آجا سکتے ہیں البتہ مشرقی جرمنی والوں کو مغربی جرمنی جانے کے لئے عام طور پر اجازت نہیں ملتی البتہ ساٹھ سال سے زائد عمر والوں کو اس کی اجازت مل جاتی ہے۔ مشرقی جرمنی سے مغربی جرمنی میں اپنے عزیزوں کو ملنے آئے ہوئے لوگ بعض دفعہ یہاں پر آکر پناہ لے لیتے ہیں۔ مغربی جرمنی والوں کا کہنا ہے کہ ہم ایک قوم ہیں خواہ ہم میں تقسیم ہو چکی ہے۔ مغربی جرمنی کے عوام کا یہ بھی کہنا ہے کہ جرمن عوام کمیونزم کو پسند نہیں کرتے جب وہ ہمارے ہاں جمہوریت، خوشحالی اور دولت کی فراوانی کا نظارہ دیکھتے ہیں، ہمارا ریڈیو سُنتے ہیں ٹی وی دیکھتے ہیں تو اِس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آخر وہ ہماری ہی نسل، ہمارا خون، ہماری قوم اور ہمارے ہم زبان ہیں۔ وہ اس آمریت کو برداشت کیوں کریں اس لئے انہیں جب بھی موقع ملتا ہے وہ سرحد پار آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سرحد پار کرنے کی اِکّا دُکّا کوششیں آئے دن ہوتی ہی رہتی ہیں۔ کئی دفعہ تو سرحد پار کرنے والے محافظوں کو گولی مار کر اِس پار آنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور کئی دفعہ خود ہی گولی کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ مشرقی اور مغربی جرمنی کے درمیان تیرہ سَو کلومیٹر سے زیادہ سرحد کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا ہے اور طویل سرحد پر جگہ جگہ فوجی متعیّن ہیں جو شب و روز پہرہ دینے میں مصروف رہتے ہیں اور جہاں کسی کو بھاگتے دیکھیں اُسے گولی کا نشانہ بنا دیتے ہیں۔ اِس قسم کے واقعات آئے دن اخبارات میں چھپتے رہتے ہیں جن سے اِن دونوں ممالک کے تعلقات پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔

وفاقی جمہوریہ جرمنی (مغربی جرمنی)

برِاعظم یورپ کے نقشہ پر نظر دوڑانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وفاقی جمہوریہ جرمنی وسطی یورپ کا ایک ملک ہے۔ اِس کا قیام ۲۳ مئی ۱۹۴۹ء کو عمل میں آیا تھا۔ دُنیا کے کُل ۱۵۸ ممالک میں سے رقبہ کے اعتبار سے

۶۹ واں ملک ہے اور آبادی کے اعتبار سے گیارھویں نمبر پر ہے۔ اس کا رقبہ ۲۴۸۵۷۶ مربع کلومیٹر ہے[1] یہ ملک گیارہ صوبوں میں منقسم ہے۔ اس ملک میں شخصی اور انفرادی آزادی سے لے کر مذہب اور عقیدے کی آزادی تک تمام آزادیاں شامل ہیں۔ ہر فرد کو اپنی رائے تحریر، تقریر اور تصویر کے ذریعہ ظاہر کرنے کا حق حاصل ہے قانون کی نگاہ میں سب کو مساوی تسلیم کیا گیا ہے۔

یہاں پر پارلیمانی جمہوری نظام نافذ ہے۔ ہر فرد کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ۲۱ سال کی عمر میں ووٹ دینے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ ووٹ خفیہ اور آزادانہ ہوتے ہیں۔ اس وقت پانچ سیاسی پارٹیوں (سوشل ڈیموکریٹک پارٹی S.D.P، فری ڈیموکریٹک پارٹی F.D.P، کرسچین ڈیموکریٹک یونین C.D.U، کرسچین سوشل یونین C.S.U اور گرین پارٹی کو پارلیمنٹ میں نمائندگی حاصل ہے۔ ۱۹۸۱ء میں جو انتخابات ہوئے ہیں ان کے بعد C.D.U اور C.S.U کی حکومت ہے۔ چانسلر مسٹر کوہل (KOHL) ہیں۔

اس ملک میں ہر کسی کو مذہب وعقیدے کی کامل آزادی ہے۔ پروٹسٹنٹس (PROTESTENTS) کی تعداد رومن کیتھولک عیسائیوں سے صرف تین چار فیصد زیادہ رہی ہے۔ ان دونوں فرقوں میں بہت حد تک اتحاد و تعاون اور یکجہتی پیدا ہو گئی ہے شاذونادر ہی کبھی ان میں کوئی ناخوشگوار بات ہوئی ہوگی۔ وفاقی جمہوریہ جرمنی میں ہر شخص سے اس کے مذہب کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص ملازمت پر لگتا ہے تو اس کی آمد سے چرچ کا ٹیکس کاٹ لیا جاتا ہے۔ اس ٹیکس سے بچنے کے لئے کیتھولک یا پروٹسٹنٹ کے علاوہ کسی اور چرچ کا ممبر ہونے یا کسی دوسرے مذہب کا پیرو ہونے کا ثبوت دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ بھی کہہ دے کہ اس کا کوئی مذہب نہیں ہے تو بھی اس سے یہ ٹیکس نہیں لیا جاتا۔

وفاقی جمہوریہ جرمنی میں جماعتِ احمدیہ کا قیام

عمومی طور پر اس ملک میں اسلام سے متعلق بہت سی غلط فہمیاں موجود ہیں۔ ان غلط فہمیوں کے پھیلنے کی وجہ خود بعض مسلمانوں کے عقائد ہیں۔ مسلمانوں کی بے عملی اور پھر سب سے بڑھ کر اسلام کی صحیح تعلیم کا اُن کے سامنے نہ آنا ہے۔

الحمد للہ ہماری جماعت اپنے کمزور اور محدود وسائل کے باوجود عرصہ چھتیس ۳۶ سال سے باقاعدہ طور پر دین متین کی اشاعت اور پرچار کر رہی ہے۔ اس وقت جرمن مشن کی طرف سے کم وبیش چالیس کتب جرمن زبان میں شائع

---

[1] ALEXENDER WELT ATLAS PAGE 147-149

ہو چکی ہیں۔

جرمن لوگوں میں اسلام کے لئے جستجو اور رغبت موجود ہے۔ سکولوں میں مذہب کے پیریڈ میں اسلام کا تعارف بھی کرایا جاتا ہے اور بعض اوقات سکولوں کی انتظامیہ ہماری پیشکش کو قبول کرتے ہوئے ہمیں سکول میں دینِ متین سے متعلق تقریر کرنے اور اُن کے سوالات کے جواب دینے کا موقع بھی فراہم کرتی ہے اور بعض اوقات اساتذہ ایسے پروگرام کے لئے اپنے طلباء کو لے کر خانۂ خدا میں بھی آجاتے ہیں۔

جنگِ عظیم دوم میں یہ خطۂ ارض تقریباً تباہ ہو چکا تھا۔ شہروں کا یہ عالم تھا کہ وہ ملبے کا ڈھیر ہی نہیں بلکہ اُن کی معیشت کا تمام ڈھانچہ بمباری اور گولہ باری کے باعث ختم ہو چکا تھا۔ بڑی بڑی صنعتیں تباہ ہو چکی تھیں۔ بہت سی مشینری فاتح طاقتوں نے ہمسایہ ممالک کو دلوا دی تھی۔ کہاں صنعتوں کی یہ زبوں حالی اور کہاں آج جرمنی ایک بہت بڑا صنعتی ملک ہے اور دُنیا کے نہایت ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہوتا ہے۔ بالآخر اس کی وجہ کیا ہے یہ انقلابِ عظیم کس طرح رُونما ہوُا۔ اِس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ "محنت"۔ "تعلیم" اور "صحیح پلاننگ"۔ جنگ کے بعد جرمن عوام کی شدید خواہش تھی کہ ان کا ملک جلد از جلد اپنے لئے ایک مقام پیدا کرلے۔ اس کے لئے انہوں نے دن رات محنت کی صنعت کاروں نے حکومت کے ساتھ تعاون کیا۔ یہاں پر مزدوروں کی ٹریڈ یونینز ہیں او بہت ہی مضبوط ہیں مگر ہڑتالوں کی نوبت بہت کم آتی ہے۔ حکومت کی اقتصادی پالیسی اور عملی نظام بھی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کا موجب ہے۔

مغربی جرمنی کے سب سے بڑے صنعتی علاقہ کو RUHR GEBIET (روہر کا علاقہ) کہتے ہیں۔ RUHR- ایک دریا کا نام ہے جو کہ اس علاقہ میں سے گزرتا ہے۔ اس صنعتی علاقہ سے دریائے رہائن بھی گزرتا ہے۔ یہ صنعتی علاقہ جس کا نام NORD RHIEN WEST FALEN (نارڈ رہائن ویسٹ فالن) ہے بہت گنجان آبادی والا علاقہ ہے۔ اِس صوبے کا رقبہ جرمنی کے رقبے کا ساتواں حصّہ ہے مگر مغربی جرمنی کا ہر تیسرا فرد اِس صوبہ میں رہتا ہے۔ اِس صوبہ کی آبادی سویڈن سے دُوگنا، سوئٹزرلینڈ سے تین گنا اور آئرلینڈ سے چھ گنا زیادہ ہے[۱]

جرمنی میں فولاد سازی، مشینی ساز وسامان، عمارتی لکڑی، فرنیچر، ربڑ کے سامان کی صنعت، بحری جہاز، موٹر کاریں وغیرہ تیار کرنے کی صنعتیں انتہائی ترقی پذیر ہیں۔ مغربی جرمنی کی خوشحالی کا ایک راز اس کے نظامِ تعلیم میں مضمر ہے۔ یہاں پر تعلیم کی کُلّی ذمّہ داری صوبوں پر ہے۔ (باقی صفحہ ۴۲ پر)

---

۱ SEYDLITZ FUR REAL SCHULEN PAGE 50

بچوں کا صفحہ

آپ کا وعدہ

سیّدنا حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے جماعت کو پانچ ذیلی تنظیموں میں تقسیم فرمایا تا ہر فرد جماعت اپنے اپنے دائرے میں اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال کر کے نیکی کے میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کرے اور ہر تنظیم کے لئے آپ نے الگ الگ "عہد" تجویز فرمائے تا ہر دم وہ اس "عہد" کو اپنی نظروں کے سامنے رکھیں اور اس کی روشنی میں اپنے اعمال کو سنواریں۔ اطفال الاحمدیہ کے عہد کو "وعدہ" کا نام دیا گیا۔

پیارے بچو! یہ "وعدہ" صرف اس لئے نہیں ہے کہ اجلاسات سے قبل کھڑے ہو کر دُہرا لیا اور بس! بلکہ یہ عزم ہے اس بات کا کہ ہم "وعدہ" کے ہر ہر لفظ کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ اس قول میں اپنے فعل سے رنگ بھریں گے اور واقعی ہم ایسے اطفال ثابت ہوں گے جن کے نام تاریخ ہمیشہ محفوظ کر لیا کرتی ہے اور آئندہ آنے والے لوگ جن کو عزّت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

پیارے بچو! ہمارے پیارے آقا (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) نے اس "وعدہ" کے الفاظ میں اختصار سے ان بنیادی صفات کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو بچپن میں ہی انسان کے اندر پیدا ہونی چاہئیں تا ہمارے اطفال اِن صفات کو اپنے اندر پیدا کر کے دُنیا کے مثالی اطفال بنیں جو اپنے دوسرے ہم عمر ساتھیوں سے خاص امتیاز رکھتے ہوں اور اپنے ننھے مُنّے دلوں میں نورِ الٰہی جذب کرنے والے ہوں اِسی لئے "وعدہ" کو کلمۂ شہادت سے شروع فرمایا جس کا پہلا حصّہ ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہستی عبادت کے لائق نہیں۔ اِس چھوٹے سے حصّے میں کتنی سچائیاں چھپی ہوئی ہیں کہ سب کچھ خدا ہی ہے۔ تمام خوبیوں اور کمالات کا جامع ہے۔ جلال اور بزرگی اسی کو زیبا ہے۔ عزّت اور کبریائی اسی کو حاصل ہے۔ کائنات میں اسی کا نُور موجیں مار رہا ہے۔ زندگی اور بقاء اسی کے دَم سے وابستہ ہے۔ ہر چیز لاشیٔ محض ہے صرف اسی کا فضل ہے جو چیز کو وجود بخشتا ہے۔ اس کا قُرب زندگی ہے اور اس سے دُوری موت ہے۔ وہی اپنے بے شمار احسانات اور اَن گنت انعامات کے باعث ہمارا ربّ ہے اور عبادت کے لائق ہے۔ اور میری گواہی کا یہ مطلب ہے کہ میرا اس ذات کے ساتھ کامل تعلق پیدا ہو جائے۔ اس کی حقیقی معرفت حاصل ہو۔ اس کی پہچان کے بارہ میں میرا علم یقین کے مرتبہ پر ہو۔ اگر خوف یا

ڈر ہو تو اسی ایک ذات کا۔ اگر پیار اور محبت ہو تو اسی ایک وجود سے۔ اگر کوئی بات کریں تو اسی کی خوشی کے حصول کے لئے۔ اگر کوئی فعل بجا لائیں تو اسی کی رضا کو پانے کے لئے۔ غرضیکہ ہماری زندگی کے تمام اعمال کا مرکزی نقطہ خدا تعالیٰ کی ذات ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کا جو نقشہ اس کے پاک کلام قرآن مجید میں بیان ہے اس کا بغور مطالعہ کر کے اسے اپنے دل کی تختی پر اُتاریں اور اس پیاری اور حسین صورت کو اپنے دل میں بسائیں۔

پیارے بچو! گواہی ہمیشہ آنکھوں دیکھی بات کی ہوتی ہے۔ اس مفہوم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث راہنمائی کرتی ہے کہ "حقیقی عبادت وہ ہے جس میں تو خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے نہیں تو کم از کم یہ سمجھ کہ خدا تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔" گویا ہماری گواہی ہمارے اندر محبت اور پیار کی آخری حد چھونے کا شوق بیدار کرتی ہے کہ ہماری عبادات زندہ ہوں، ہماری نمازیں باقاعدگی سے سنوار کر ادا ہوں۔ ہمارے رکوع پُرسوز ہوں اور ہمارے سجدے رِقت آمیز ہوں تا خدا تعالیٰ اپنی ساری قدرتوں کے ساتھ جلوہ گر ہو اور ہم اس کی قدرتوں کا مشاہدہ کرنے والے ہوں۔

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کا ان پر درود و سلام ہو) نے اس پیارے قول کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے "اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آئے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔"

ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے۔

(کشتی نوح ص۲۱)

نصاب مرکزی امتحانات مجلس انصار اللہ برائے سال ۱۳۶۵ہش ۱۹۸۶ء

سالِ رواں (۱۳۶۵ہش / ۱۹۸۶ء) کے دوران قیادتِ تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام تین مرکزی تحریری امتحانات منعقد ہوں گے۔ امتحانی نصاب درجِ ذیل ہے:۔

امتحانِ اوّل　۲۳ امان ۱۳۶۵ہش / ۲۳ مارچ ۱۹۸۶ء

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۶ ربع سوم وچہارم (سورۃ الفتح آیت ۹ تا سورۃ الذّاریٰت آیت ۳۱)

۲۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" از حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ　پہلا تہائی حصّہ

۳۔ کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" از حضرت المصلح الموعود　پہلا تہائی حصّہ

۴۔ کتاب "بنیادی نصاب" شائع کردہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ　پہلا تہائی حصّہ

امتحانِ دوم　۲۰ احسان ۱۳۶۵ہش / ۲۰ جون ۱۹۸۶ء

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۷ ربع اوّل (سورۃ الذاریٰت آیت ۳۲ تا سورۃ النجم آیت ۳۱)

۲۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی"　دوسرا تہائی حصّہ

۳۔ کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام"　دوسرا تہائی حصّہ

۴۔ کتاب "بنیادی نصاب"　دوسرا تہائی حصّہ

امتحانِ سوم　۱۹ تبوک ۱۳۶۵ہش / ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۷ ربع دوم (سورۃ النجم آیت ۳۲ تا سورۃ الرحمٰن آیت ۲۵)

۲۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی"　تیسرا تہائی حصّہ

۳۔ کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام"　تیسرا تہائی حصّہ

۴۔ کتاب "بنیادی نصاب"　تیسرا تہائی حصّہ

نوٹ:۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور "اسلام کا اقتصادی نظام" بالترتیب چھ روپے اور آٹھ روپے میں نظارت اشاعت لٹریچر سے دستیاب ہیں اور "بنیادی نصاب" دفتر انصار اللہ مرکزیہ سے چھ روپے فی نسخہ،

اپنی ضرورت کے مطابق نقد ادائیگی پر حاصل کریں۔

ناظمین اور زعماء کرام مرکزی امتحانی پروگرام کے تحت زیادہ سے زیادہ انصار کی تیاری کرائیں تا وہ عملاً اس علمی پروگرام سے فیض حاصل کرسکیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

تعلیمی پروگرام برائے مجالس انصاراللہ بیرونِ پاکستان بابت سال ۱۳۶۵ھش ۱۹۸۶ء

مجالس بیرون سالِ رواں کے دوران تمام اراکین کو پابند کریں گی کہ

۱۔ وہ خود نماز باترجمہ سیکھیں اور اپنے زیرِ اثر بچوں کو نماز کا ترجمہ سکھا کر نماز باجماعت کا عادی بنائیں۔

۲۔ علی الصبح قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کریں اور ترجمہ بھی سیکھیں اور سکھائیں۔

۳۔ قرآن کریم کی آخری دس سورتیں ترجمہ کے ساتھ یاد کریں اور کروائیں۔

۴۔ ماہوار مطالعہ کے لئے "تفسیر کبیر" جلد سوم مقرر کی جاتی ہے۔ روزانہ کم از کم دو صفحات کا مطالعہ کرکے انصار اپنے علمی معیار کو بلند کریں گے۔ اگر کسی بیرونی مجلس میں "تفسیر کبیر" دستیاب نہ ہو تو نائب صدر صاحب مجلس ملک حسبِ حالات حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصنیف فرمودہ کوئی دستیاب کتاب ماہوار مطالعہ کے لئے مقرر کریں گے۔

مرکزی امتحانات

سالِ رواں میں دو مرکزی امتحان مندرجہ ذیل نصاب کے مطابق منعقد کئے جائیں گے:۔

امتحانِ اوّل　　ہجرت ۱۳۶۵ھش مئی ۱۹۸۶ء

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۶ ربع سوم وچہارم (سورۃ الفتح آیت ۹ تا سورۃ الذاریات آیت ۳۱)

۲۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" از حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ　　نصف اوّل حصہ

۳۔ کتاب "بنیادی نصاب" شائع کردہ مجلس انصاراللہ مرکزیہ　　نصف اوّل حصہ

امتحان دوم نبوت ۱۳۶۵ ہش / نومبر ۱۹۸۶ء

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۷ ربع اوّل و دوم (از سورۃ الذاریٰت آیت ۳۲ تا سورۃ الرحمٰن آیت ۳۵)

۲۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" نصف آخر حصہ

۳۔ کتاب "بنیادی نصاب" نصف آخر حصہ

زعماء مجالس بیرون مندرجہ بالا تعلیمی پروگرام سے تمام انصار کو آگاہ فرمائیں اور یاددہانی بھی کراتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ انصار اس پروگرام میں عملاً شریک ہو کر فائدہ اُٹھائیں۔

نیز ایک "نئی زبان سیکھنے" کی مہم کی طرف بھی انصار کو بار بار توجہ دلائی جائے تاکہ انصار حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے تحت زبانیں سیکھنے میں

"بے تکلف ہو جائیں۔ ٹوٹے پھوٹے فقرے سیکھے جاتے ہیں بے شک سیکھیں اور انہیں بولیں"۔

مجالس بیرون اپنی ان سرگرمیوں کے نتائج سے مرکز کو ماہانہ رپورٹ کے ذریعہ آگاہ رکھیں گی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

وفاقی جمہوریہ جرمنی (بقیہ صفحہ ۳۵)

یہاں پر عام تعلیم کے علاوہ فنّی تعلیم، جدید ٹیکنالوجی اور ریسرچ پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ جگہ جگہ پر ایسے انسٹی ٹیوٹ، سکول اور ادارے قائم ہیں جو کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی تربیت کا انتظام بھی کرتے ہیں۔ صرف ہیمبرگ شہر میں ہی ۹۲ گرائمر سکول ۳۳۸ پرائمری سکول، ان میں سے ۵۱ انٹرمیڈیٹ ڈیپارٹمنٹل بھی ہیں۔ ۳۶ سکول نابینا، بہرے اور معذور بچوں کے لئے ہیں۔ ۵۰ کمرشل، گھریلو سائنس اور ٹیکنیکل سکول ہیں۔ اسی طرح ۳۱ خاص سکول بھی ہیں جہاں صرف اُن طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے جو کہ ذہنی طور پر کمزور اور سست ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ۶۹ مختلف سکول بھی ہیں۔[1]

---

[1] AMTLICHES FERNSRERCH BUCH PAGE 133-136 1976-77

پیارے آقا کا محبّت بھرا سلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتے ہیں۔

ضمیمہ

تبلیغ ۱۳۶۵ ہش — ماہنامہ انصار اللہ ربوہ — فروری ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر: محمد الدین ناز

تمام معاشرتی برائیوں کی جڑ سنّت نبوی سے گریز ہے

سنّتِ نبوی کی پیروی اور اخلاقِ حسنہ کے نتیجہ میں معاشرتی برائیاں ختم ہو سکتی ہیں

اصلاح معاشرہ کے بغیر دین کا غلبہ ممکن نہیں آپ کو لازماً معاشرے کی اصلاح کرنا پڑے گی

اس کے بعد ہی آپ اس بات کے حقدار بنیں گے کہ ساری دنیا کو دین حق کا پیغام پہنچائیں

بیت الفضل لنڈن میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ جنوری ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احباب جماعت کو محبت بھرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہیں۔

لندن: ۳۱ صلح جنوری ۱۹۸۶ء، آج یہاں بیت الفضل میں نماز جمعہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ گزشتہ خطبہ جمعہ میں مَیں نے کہا تھا کہ بعض معاشرتی خرابیوں کا ذکر کروں گا جس کے نتیجے میں معاشرہ میں دکھ پھیلتے ہیں۔ حضور نے فرمایا معاشرتی خرابیاں ایسی نہیں ہوتیں کہ جن کا دکھ یکطرفہ ہو بلکہ وہ بھی دکھ اٹھاتے ہیں جو ان دکھوں کے پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں اور وہ بھی دکھ اٹھاتے ہیں جو ان کا نشانہ بنائے جاتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں اس کے باوجود

(باقی صـ۴ پر)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ضمیمہ ماہنامہ ربوہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: محمد الدین ناز

تبلیغ ... ۱۳۶۵ ہش

فروری ... ۱۹۸۶ء

— مدیران اعزازی —

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن
- کمال یوسف صاحب سکنڈے نیویا

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم — پرنٹر: سید عبدالحی

مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

قیمت ... ایک روپیہ

صحت کی اطلاع

ربوہ ۱۰ تبلیغ۔ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ کان میں درد اور زکام کی وجہ سے طبیعت ناساز ہے کمزوری بھی بہت ہے احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور لمبی عمر سے نوازے۔ آمین۔

ساہیوال اور سکھر کے احباب کیلئے احباب جماعت سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

ربوہ ۷ تبلیغ رفروری آج یہاں البیت الاقصیٰ میں نماز جمعہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ جمعہ دیا۔ اس خطبہ میں انہوں نے سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ کی متبرک تحریرات میں سے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں حضور نے توبہ کی حقیقت اور الٰہی جماعتوں پر آنے والے ابتلاؤں میں پوشیدہ حکمتوں اور ان کے نتیجہ میں الٰہی جماعتوں کو ملنے والے عظیم الشان انعامات کا ذکر فرمایا ہے۔

الفضل کے بقایا داران متوجہ ہوں

بہت سے احباب کے ذمہ الفضل کے بقایاجات ہیں۔ آجکل الفضل بند ہے مگر ضروری دفتری اخراجات بدستور کرنے ہوتے ہیں۔ تمام بقایا داران کی خدمت میں استدعا کی گئی تھی کہ وہ اپنے ذمہ بقایا جات فوری طور پر ادا فرمائیں۔ جس کے نتیجہ میں بہت سے احباب نے رقوم بھیجی ہیں۔ جزاھم اللہ۔ دیگر احباب سے بھی عرض ہے کہ اس مشکل کے وقت میں الفضل کی یہ اعانت ایک قومی خدمت ہے اس سے کوتاہی نہ کیجیئے۔ اس ضمن میں یاددہانی کے بعض خطوط بھی ارسال کئے گئے ہیں۔ تاہم ممکن ہے کہ بعض احباب کو یہ خطوط نہ مل سکے ہوں اس لئے اعلان ہذا کو یاددہانی تصور فرمائیں۔

بقایاجات بذریعہ منی آرڈر چیک یا بنک ڈرافٹ بنام مینیجر الفضل ارسال فرمائیں اور خریداری نمبر کا حوالہ ضرور تحریر فرمائیں۔ تاکہ رقم کے اندراج میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ جزاکم اللہ۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

— ملفوظات سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ —

دعا کے لوازم میں سے ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے

پھر ضروری ہے کہ انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے۔

نماز کیا ہے؟ یہ ایک دعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو، اسی لئے اس کا نام صلوٰۃ ہے کیونکہ سوزش اور فرقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدارادوں اور بُرے جذبات کو اندر سے دُور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیضِ عام کے ماتحت پیدا کر دے۔

صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش رقت اور درد ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جب تک دعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیقت سے محض ناواقف ہیں ....

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے۔ پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ دعا قبول ہو گی۔ نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں .... نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان قیام کرتا ہے تو وہ ایک ادب کا طریق اختیار کرتا ہے۔ ایک غلام جب اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ پھر رکوع بھی ادب ہے جو قیام سے بڑھ کر ہے۔ اور سجدہ ادب کا انتہائی مقام ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو فنا کی حالت میں ڈال دیتا ہے اس وقت سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ افسوس اُن نادانوں اور دنیا پرستوں پر جو نماز کی ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور رکوع سجود پر اعتراض کرتے ہیں۔ یہ تو کمال درجہ کی خوبی کی باتیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اُس عالم سے حصہ نہ رکھتا ہو جہاں سے نماز آتی ہے تب تک انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔"

(جلد نہم صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰)

بقیہ خلاصہ خطبہ صا سے آگے

معاشرہ میں خرابیاں پھیلائی جاتی ہیں۔

حضور نے فرمایا یہ خطبہ معاشرہ کے کسی بھی طبقہ کے خلاف نہیں بلکہ محض ان برائیوں کے خلاف ہے کہ وہ جس طبقہ میں بھی رونما ہوں اس طبقہ کو نفرت سے بھر دیتی ہیں۔ مومن کو یہ سبق نہیں دیا گیا کہ انسانوں سے نفرت کرے۔ بلکہ برائیوں سے نفرت کی تعلیم دی گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سب برائیوں کی جڑ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے گریز ہے قرآن کریم کے لفظ جب عمل میں ڈھلتے ہیں تو اسی کا نام سنتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا معاشرے کی سب خرابیوں کی تان اس بات پر ٹوٹے گی اور ہر جھگڑے کا نتیجہ یہی ہوگا کہ فریقین کسی نہ کسی پہلو سے سنت سے گریز کر رہے ہیں۔ حضور نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائلی خرابیوں سے بچنے کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اپنے خلق کی حفاظت کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسنِ اخلاق پر بہت ہی زیادہ زور دیا کرتے تھے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ سب سے کامل ایمان والا مومن وہ ہے جو خلق میں سب سے زیادہ حسین ہے اور اپنے اہل و عیال پر بہت ہی زیادہ لطف و کرم کرنے والا ہے۔ حضور نے ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے فرمایا کہ اگر یہ حسین خلق پیدا ہو جائیں تو کم از کم نوّے فیصد فساد کے محرکات ختم ہو جائیں۔ اس ضمن میں مرد پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوّام بنایا ہے۔ بنیادی طور پر وہی ذمہ دار ہے کہ حسین اخلاق کا مظاہرہ کرے تا عورتیں بھی اس سے نمونہ پکڑیں اور حسین اخلاق کو اپنائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہے اور میں تم میں سے اپنے اہل کے لئے بہترین ہوں۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے حسنِ سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جیسا تم خود کھاؤ ویسا ہی انہیں کھلاؤ جیسا خود پہنو ویسا ہی انہیں پہناؤ ان کے چہرے پر نہ مارو۔ بُرا بھلا مت کہو۔ اور گھر کے سوا کہیں اور اس سے قطع تعلق نہ کرو۔

حضور نے فرمایا کہ یہ فقرہ کہ "گھر کے سوا کہیں اور اس سے قطع تعلق نہ کرو" ایک غیر معمولی فقرہ ہے جس پر بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اس میں عورت کی عزت و شرف کے قیام کے لئے بہت ہی اہم تعلیم دی گئی ہے۔ بعض دفعہ مرد اپنی عورت کی بے عزتی اس کے رشتہ داروں یا غیروں کے سامنے کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بڑھتے بڑھتے فتنہ و فساد تک کا موجب ہو جاتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے تھے کہ بعض صورتوں میں قرآن کریم عورتوں سے عدم تعلق کی تعلیم دیتا ہے مگر حضور اکرمؐ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ غیروں کی موجودگی میں ایسا شروع کر دو۔ حضور نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بعض ارشادات بھی اس ضمن میں بیان فرمائے جن میں ۔۔۔ آپ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ حُسنِ معاشرت کی تلقین فرمائی ہے۔

حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ حسنِ سلوک کے بعض واقعات بیان فرمائے۔ اور بتلایا کہ آپؐ نے اپنی ساری زندگی میں ایک مرتبہ بھی اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ نہ صرف یہ بلکہ آپؐ نے اپنی بیویوں کو ان کے والدین کی ناراضگی اور مار سے بھی بچایا۔ آپؐ کے حسنِ اخلاق کی اگر ایک لفظ میں تعریف کی جائے تو وہ "توازن" ہے۔ اصولی باتوں میں آپؐ محبت کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن جہاں تک اپنی ذات کا تعلق ہے آپؐ اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ نہایت تحمل، بردباری اور عقلِ کامل کے ساتھ معاملہ کرتے تھے۔

حضور نے فرمایا اعلیٰ خلق محض جذباتی نرمی کا نام نہیں ہے۔ خلق کا تعلق حکمتِ کاملہ سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی حکمتِ کاملہ کا معجزہ تھی جو آپؐ کی زندگی کے ہر پہلو میں داخل ہو چکی تھی۔ اخلاق کا حسنِ کامل، حکمتِ کامل کے نتیجہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ سوچ اور فکر کے نتیجے میں بھی حسین اخلاق پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن تدبّر کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اخلاق کی کوئی ضمانت نہیں ہوا کرتی کیونکہ انسانی سوچ کامل نہیں ہے۔ مگر سنتِ نبوی میں جذب ہونے کے نتیجے میں خود بخود حسین اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے جس کے اعمال کو خدا تعالیٰ حسین قرار دے اس میں کسی غلطی یا ٹھوکر کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ آپ کا تو صرف اتنا کام رہ گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے واقف ہوں اور اس سے محبت کریں۔ اور آپؐ کے اخلاق کو اپنانے لگ جائیں۔ اگر سنتِ نبویؐ سے محبت ہو جائے تو جن باتوں میں سنّت کا علم نہیں بھی ہوگا ان میں بھی حسین اخلاق ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔

حضور نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلی زندگی کے مختلف واقعات کا نہایت محبت سے ذکر فرمایا اور بتلایا کہ آپؐ روزمرّہ کے کاموں میں بیویوں کی مدد کیا کرتے تھے اور ان کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ آج کل اگر کسی مرد کو کہا جائے کہ تم بھی گھر کے کاموں میں دلچسپی لو، اپنی عورت پر بے وجہ بوجھ نہ ڈالو، اس کی مدد کرو تو وہ

اپنی مصروفیت کا عذر کرتا ہے اور یہ بات بھول جاتا ہے کہ ساری دنیا میں جب سے انسان بنا ہے اور جب تک رہے گا۔ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی انسان مصروف نہیں تھا، نہ ہے اور نہ ہوگا۔ آپؐ کا مصروف الاوقات ہونا اتنا حیرت انگیز ہے کہ یہ خود اپنی ذات میں ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے۔ حضور نے ایک معاشرتی خرابی طعن وتشنیع کا خاص طور پر ذکر کیا اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طعنہ زنی کرنے والا یاوہ گو اور زبان دراز شخص مومن نہیں ہوسکتا۔ فرمایا بعض اوقات چھوٹی چھوٹی باتوں پر طعنہ زنی کی جاتی ہے جس سے سارا معاشرہ تلخ ہوجاتا ہے۔

بعض دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ابتلاؤں پر طعنے دیئے جاتے ہیں بعض دفعہ عورتوں کو اولاد نہ ہونے یا بیٹا نہ ہونے پر طعنوں سے ان کی زندگی چھلنی کر دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ طعنہ انسان کو نہیں بلکہ خدا کو طعنہ دینے والی بات ہے۔ یہ چیزیں انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہیں

حضور نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات پیش کرکے انسانی زندگی میں اولاد کی حیثیت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ بعض اوقات اولاد کا فتنہ ایسا سخت ہوتا ہے کہ بعض نادان اولاد کی خاطر دہریہ، ملحد اور بے ایمان بن جاتے ہیں۔ دین کی جڑ اسی میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھا جائے۔ خدا کے فضل کے بغیر اولاد موجب ابتلاء ہوتی ہے۔ بعض لوگ اولاد کی محبت میں کئی قسم کی بددیانتی اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اولاد کی خواہش تو اس غرض سے ہونی چاہیئے کہ وہ خادم دین ہو۔ اور اگر اولاد ہونے کے نتیجے میں انسان خود بھی خادم دین نہ رہے تو یہ کونسی عقل کی بات ہے

حضور نے بڑے درد بھرے انداز میں ان معاشرتی خرابیوں اور دکھوں کا ذکر فرمایا اور بتلایا کہ یہ باتیں میرے لئے بہت تکلیف دہ ہیں اور جب میں خطبہ میں ان کا ذکر کرتا ہوں تو بعض لوگ یہ غلط ردِّ عمل دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کو ایسی باتیں نہ لکھا کرو تا حضور کو تکلیف نہ ہو۔ حضور نے فرمایا: یہ تکلیف میرا حق ہے۔ اور آپ کا فرض ہے کہ مجھے یہ تکلیف پہنچائیں کیونکہ میں جواب دہ ہوں۔ جماعت کی حالت سے بے خبر رہ کر جو سکون ہے وہ مجھے نہیں چاہیئے۔ مجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ جماعت پہ کیا گزری رہی ہے اور کس حالت میں گزر رہی ہے اور کس طرف اس کا رخ ہے۔ اس لئے ہرگز اس بات سے نہ رکیں، چاہے آپ کو کوئی کیسی نصیحت کرے کہ ان باتوں کو مجھ سے چھپانے لگ جائیں۔ مجھے پتہ نہیں چلے گا تو میں کیسے اصلاح کی کوشش کروں گا۔ مجھے پتہ نہیں چلے گا تو میں ان فرائض کو کیسے ادا کرنے کی کوشش کروں گا جو خدا تعالیٰ نے میرے ذمہ ڈالے ہیں۔ اس لئے بے تکلف ہو کر یہ تکلیف پہنچائیں۔ بلکہ یہ آپ کے اوپر لازم اور فرض ہے کہ جو بھی ایسی باتیں معاشرہ میں ملتی ہیں جو قرآن اور سنت کے خلاف ہیں جو ہمارے معاشرے میں دکھ پہنچا رہی ہیں، وہ ساری باتیں، وہ سارے دکھ میرے دل میں منتقل کیا کریں۔ جتنا زیادہ یہ دکھ پہنچے گا اتنا ہی زیادہ مجھے دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔ اور اتنا ہی زیادہ مجھے اصلاح کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔

حضور نے احباب کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ ہمیں اصلاحِ معاشرہ کی توفیق بخشے کیونکہ اصلاحِ معاشرہ کے بغیر حقیقت میں دین حق کا غلبہ دنیا پر نہیں ہوسکتا۔ حضور نے پرزور تاکیدی ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کو یہ لگن ہے کہ دین حق دنیا میں غالب آئے اگر دلی تمنا ہے، اگر آپ اس آرزو میں جیتے ہیں کہ کسی طرح ساری دنیا پہ دین مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم غالب آجائے تو یاد رکھیں اور اس بات کو کبھی نہ بھلائیں کہ اصلاحِ معاشرہ کے بغیر یہ بات کبھی نہیں ہوگی۔ آپ کو لازماً معاشرے کی اصلاح کرنی پڑے گی تب آپ حقدار بنیں گے کہ ساری دنیا کو دین حق کا پیغام پہنچائیں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے نماز جمعہ وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔

جامعہ احمدیہ میں

ایک دلچسپ مقابلہ معلومات

جامعہ احمدیہ کے پانچ تربیتی گروپس کے مابین ۲۰ جنوری ۱۹۸۶ء بروز سہ پہر معلومات عامہ کا ایک دلچسپ مقابلہ ہوا۔ ہر گروپ کے تین تین ممبران پر مشتمل ٹیم نے شرکت کی۔ مقابلے کے موضوعات یہ تھے۔

۱۔ سیرت حضرت علیؓ

۲۔ جنوری، فروری ۱۹۸۵ء کے واقعات عالم

اس مقابلہ میں شجاعت گروپ کی ٹیم اول رہی اور دوم سوم پوزیشن علی الترتیب دیانت اور امانت گروپ نے حاصل کی۔ جامعہ کی سالانہ تقریبات کے سلسلے میں ہونے والے سالانہ مقابلہ معلومات کا یہ پہلا مرحلہ تھا باقی دو مراحل بعد میں ہوں گے۔

نیز مورخہ ۲۶ جنوری بروز اتوار جامعہ احمدیہ ہال میں مکرم و محترم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر نے دی ریلیجس آرڈر ان افریقہ کے عنوان پر اپنا ایک علمی اور تحقیقی مقالہ پڑھا۔ طلباء اور اساتذہ کے علاوہ کئی اور علم دوست احباب نے استفادہ فرمایا۔

کینیڈا میں جماعت احمدیہ کی طرف سے انسانی حقوق کے موضوع پر سمپوزیم کا کامیاب انعقاد

مختلف مذاہب کے نمائندگان اور اعلیٰ سرکاری افسران کی شرکت

مکرم نسیم مہدی صاحب مربی سلسلہ مقیم کینیڈا اطلاع دیتے ہیں کہ "جماعت احمدیہ کینیڈا کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکتوبر اور نومبر ۱۹۸۵ء میں دو نہایت کامیاب سمپوزیم منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

پہلا سمپوزیم BRANT FORD میں HUMAN RIGHTS IN RELIGION کے موضوع پر منعقد ہوا جس میں عیسائیت۔ یہودیت، ہندوازم، سکھ ازم۔ قدیم انڈین مذاہب کے نمائندوں نے شرکت کی۔

خاکسار کو "دین حق میں انسانی حقوق" کے موضوع پر تقریر کی توفیق ملی۔ الحمدللہ اس سمپوزیم کا بہت چرچا ہوا۔ اخبارات نے خبریں اور اشتہارات پہلے شائع کئے۔ ریڈیو سے ہمارے مقامی جنرل سیکرٹری کا انٹرویو بھی نشر ہوا۔ ٹی وی پر خاکسار کا تفصیلی انٹرویو دکھایا گیا۔ سمپوزیم کی فلم مقامی ٹی۔ وی نے تیار کی اور پانچ مرتبہ ڈیڑھ گھنٹہ کی فلم مختلف اوقات میں بعد کے دو ہفتوں میں دکھائی گئی۔ اس ڈیڑھ گھنٹے میں دین حق کے موضوع پر خاکسار کی تقریر ساری کی ساری ٹیلی کاسٹ کی جاتی رہی۔ الحمدللہ۔

یہ سمپوزیم ہر لحاظ سے بہت کامیاب رہا۔ یہ سمپوزیم مقامی کمیشن برائے انسانی حقوق کے تعاون سے ہوا تھا۔ اونٹاریو صوبہ کے کمشنر برائے انسانی حقوق نے اس کا افتتاح کیا۔ مقامی میئر نے شہر کی طرف سے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور مقامی ممبر آف اونٹاریو پارلیمنٹ MR. PHIL GILLIES نے تقریر کی۔ اس میں انہوں نے کہا کہ "انسانی حقوق کے ضمن میں اور مختلف مذاہب کو قریب لانے کے سلسلہ میں جو کوششیں جماعت احمدیہ کر رہی ہے وہ کوئی اور مذہبی تنظیم نہیں کر رہی اور مجھے علم ہے کہ اگر جماعت احمدیہ یہ سمپوزیم آرگنائز نہ کرے تو اور کوئی بھی ایسا سمپوزیم نہیں کرے گا" انہوں نے خاکسار کو ایک ہفتہ بعد کھانے پر بھی بلایا اور جماعت کے متعلق مزید معلومات حاصل کیں۔ مقامی پولیس کے چیف بنفس نفیس شامل ہوئے اس طرح منسٹر آف ہاؤسنگ نے بھی اپنا نمائندہ بھیجا۔

(وکالت تبشیر)

کتاب مطالبات تحریک جدید مطلوب ہے،

تحریک جدید کے آغاز میں اس کے ستائیس مطالبات پر مشتمل ایک کتاب شائع کی گئی تھی۔ اس کا کوئی نسخہ مرکز میں دستیاب نہیں ہو رہا۔ اگر کسی دوست کے پاس یہ نسخہ موجود ہو تو وہ "عاریۃ" یا "ہدیۃ" دفتر ہذا کو دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(وکیل المال تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان)

خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بڑھا چڑھا کر دیتا ہے۔
(ناظر مال آمد)

آپ کی ضرورت ہے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) کے لئے ایسے اہل علم احباب کی ضرورت ہے جو اردو سے انگریزی زبان میں مضامین کا ترجمہ کر سکتے ہوں۔ براہ کرم یہ بھی تحریر فرمائیں کہ آپ کو اس کام کا کس قدر تجربہ ہے۔ (ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ)

— درخواست دعا —

۲-۰ میرے والد محترم مکرم محمد شفیع صاحب بوجہ یرقان و دیگر بیماریں اور سروسز ہسپتال میں زیر علاج۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو جلد صحت و شفا عطا فرمائے آمین

منیر احمد ویلوٹ بلز فیروز پور روڈ لاہور

تعلیمی پروگرام برائے مجالس انصار اللہ بیرون پاکستان

برائے سال ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء

مجالس بیرون ۔ سال رواں کے دوران تمام اراکین کو پابند کریں گی کہ

۱۔ وہ خود نماز باترجمہ سیکھیں اور اپنے زیر اثر بچوں کو نماز کا ترجمہ سکھا کر نماز باجماعت کا عادی بنائیں۔

۲۔ علی الصبح قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کریں اور ترجمہ بھی سیکھیں اور سکھائیں۔

۳۔ قرآن کریم کی آخری دس سورتیں ترجمہ کے ساتھ یاد کریں اور کروائیں۔

۴۔ ماہوار مطالعہ کے لئے "تفسیر کبیر" جلد سوم مقرر کی جاتی ہے۔ روزانہ کم از کم ۲ صفحات کا مطالعہ کر کے انصار اپنے علمی معیار کو بلند کریں گے۔ اگر کسی بیرونی مجلس میں تفسیر کبیر دستیاب نہ ہو تو نائب صدر صاحب مجلس ملک حسب حالات حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تصنیف فرمودہ کوئی دستیاب کتاب ماہوار مطالعہ کے لئے مقرر کریں گے۔

مرکزی امتحانات

سال رواں میں دو مرکزی امتحان مندرجہ ذیل نصاب کے مطابق منعقد کئے جائیں گے۔

امتحان اوّل — مئی ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۶ ربع سوم و چہارم (سورۃ الفتح آیت ۱۹ تا سورۃ الذاریٰت آیت ۳۱)

۲۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" از بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نصف حصہ اول

۳۔ کتاب "بنیادی نصاب" { شائع کردہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ }

امتحان دوم — نومبر ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۷ ربع اول و دوم (از سورۃ الذاریٰت آیت ۳۲ تا سورۃ الرحمٰن آیت ۳۵)

۲۔ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" نصف آخر

۳۔ کتاب "بنیادی نصاب"

زعماء مجالس بیرون مندرجہ بالا تعلیمی پروگرام سے تمام انصار کو آگاہ فرمائیں۔ اور یاد دہانی بھی کراتے رہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ انصار اس پروگرام میں عملاً شریک ہو کر فائدہ اٹھائیں۔

نیز "ایک نئی زبان سیکھنے" کی مہم کی طرف بھی بار بار توجہ دلائی جائے تاکہ انصار حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشاد کے تحت زبانیں سیکھیں۔

"بے تکلف ہو جائیں ٹوٹے پھوٹے فقرے سیکھے جاتے ہیں بے شک سیکھیں اور انہیں بولیں۔"

مجالس بیرون اپنی ان سرگرمیوں کے نتائج سے مرکز کو ماہانہ رپورٹ کے ذریعہ آگاہ رکھیں گی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

درخواست دعا

خاکسار کی خوشدامن محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ کئی روز سے فالج کے حملہ کی وجہ سے بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

(نسیم سیفی دار الرحمت وسطی ربوہ)

میرے والد مکرم عبد الرشید درویش (مقیم جرمن) بعارضہ دل بیمار ہیں ان کی انجیوگرافی ہونے والی ہے احباب جماعت سے والد صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

(عبد الرحمٰن احسن)

مکرم محمود احمد صاحب سعید کارکن وکالت مال اوّل دل کے عارضہ کی وجہ سے کافی عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں اب انہیں دل کے معائنے کے لئے سی ایم ایچ راولپنڈی لے جایا گیا ہے۔ احباب جماعت سے خصوصی دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ انہیں جلد کامل صحت عطا فرمائے

(مسعود احمد پاشا دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دعائے نعم البدل

خاکسار کا چھوٹا بیٹا عدنان احمد بعمر ۲ سال جو گزشتہ ۶ ماہ سے بعارضہ بلڈ کینسر بیمار چلا آ رہا تھا۔ ۱۶ جنوری ۱۹۸۶ء کو لاہور میں وفات پا گیا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو اپنی رحمت کے سایہ تلے رکھے والدین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ اور نعم البدل عطا فرمائے آمین

(عبد السلام ارشد صدر جماعت احمدیہ اوکاڑہ چھاؤنی)

علمی تحقیق کے بارے میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا اہم ارشاد

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے علمی تحقیق کے بارے میں فرمایا:-

"تمام دنیا میں ہمیں دو قسم کے سٹیشن قائم کرنے پڑیں گے۔ یعنی ایک TRACKING سٹیشن اور ایک MONITORING سٹیشن اور TRACKING سٹیشن کے لئے احمدی اپنے آپ کو وقف کریں خصوصاً لائبریرین یا اس سے تعلق رکھنے والے دوست۔ ان کے لئے یہ کام بہت آسان ہے۔ کمپیوٹرائزڈ COMPUTERISED. انفارمیشن دنیا کی ہر کتاب کے متعلق آجکل لائبریریوں میں موجود ہے اور لائبریرین اگر معلوم کرنا چاہیں کہ پچھلے پچاس سال میں اسلام کے متعلق کسی زبان میں کتنی کتابیں لکھی گئی ہیں تو وہ آسانی سے معلوم کر سکتے ہیں۔ تو ایسے دوست جو ایسے کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں وہ ایسی کتابیں معلوم کر کے ان کی لسٹیں مہیا کریں اور جب یہ کام ہو جائے تو پھر نسبتاً زیادہ علمی مذاق رکھنے والے لوگوں کی ایک ٹیم ہو جو اپنا وقت پیش کرے۔ مختلف ممالک میں ایسی کتابیں ان کے سپرد کی جائیں اور انہیں کہا جائے کہ آپ ان کا مطالعہ کر کے ان کے اعتراضات کی نشاندہی کریں اور وہ مرکز کو مہیا کریں کہ فلاں فلاں کتاب میں اس قسم کے اعتراضات ہیں۔ یہاں علماء کا ایک سیل (CELL) ہو جو جوابات تیار کرے۔ پھر پاکستان کے احمدیوں میں سے بھی واقفین اس رنگ میں طلب کئے جائیں کہ وہ اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کریں گے یہاں مرکز میں آ کر باقاعدہ حاضری دینے کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ اپنے ہاں رہتے ہوئے اور اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہوئے وقت پیش کریں گے کہ فلاں کتاب یا جو بھی مقرر کی جائے اس کا جواب لکھنے کے لئے جس تحقیق کی ضرورت ہے میں وہ تحقیق کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کراچی۔ لاہور، اسلام آباد وغیرہ بڑے شہروں میں لائبریریاں موجود ہیں اور تحقیق کے بڑے مواقع مہیا ہیں تو ایسے دوست اپنی شامیں وقف کریں۔ راتوں کو بے شک ۱۱ بجے گھر لوٹیں لیکن یہ خدمت کا کام ہے جو ان کو کرنا چاہیئے۔ ورنہ علماء کے پاس تو اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ وہ ان باتوں کو PURSUE کر سکیں۔"

(الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۸۳ء)

ایسے احباب جو شعبہ ہذا کے لئے اپنی خدمات پیش کرنا چاہیں وہ براہ کرم خاکسار کو اپنے کوائف سے مطلع فرمائیں۔

(انچارج شعبہ علمی تحقیق ایڈیشنل وکالت تصنیف تحریک جدید ربوہ)

ضرورت ٹائپسٹ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے لئے ایک ٹائپسٹ کی ضرورت ہے۔ خواہشمند حضرات اپنی درخواستیں مع نقول سندات اور رفتار ٹائپنگ دفتر ریویو آف ریلیجنز میں بھجوائیں۔ تنخواہ حسب قواعد تحریک جدید انجمن احمدیہ دی جائے گی۔ (ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ربوہ)

زرعی زمین کو زرخیز بنائیے

زمین سے فصلات حاصل کرنے سے زرخیزی متاثر ہوتی ہے جس کا اثر بعد کی فصل پر پڑتا ہے اور پیداوار کم ہوتی ہے۔ لہذا زرخیزی کو برقرار رکھنے کے لئے کھاد کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ نئی کیمیاوی کھادیں مارکیٹ میں دستیاب ہیں جو کافی مفید ثابت ہوتی ہیں لیکن سبزی کو زیادہ بہتر بنانے کے لئے زمین میں نامیاتی مادہ کی بڑی ضرورت ہوتی ہے جو ہماری اراضی میں بہت کم ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ماہرین زراعت نے تجربات سے ثابت کیا ہے کہ سب سے آسان اور سستا طریقہ سبز کھاد کا استعمال ہے۔ لہذا اپنے زمیندار احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ سبز کھاد کا طریقہ اپنائیں۔ آئندہ موسم میں گوارہ جنتر وغیرہ کاشت کر کے بطور سبز کھاد زمین میں دبائیں۔

مزید معلومات کے لئے نظارت زراعت یا عملہ محکمہ زراعت سے رابطہ قائم فرمائیں۔ اللہ تبارک و تعالے آپ کی مساعی کو بارآور فرمائے آمین! (مرسلہ نظارت زراعت)

طفل امروز قائد فردا

قوم کے معماروں کی تربیت کرنا ہم سب کا اخلاقی فرض ہے والدین اپنے بچوں کی اخلاقی حالت کا جائزہ لیں اور مجلس اطفال الاحمدیہ سے تعاون کریں۔ (سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

موسم گرما کی سبزیات

موسم گرما کی سبزیات کی کاشت کا وقت شروع ہو رہا ہے لہذا احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ حالات کے مطابق کاشت ضرور کریں۔ گھروں میں یا باہر جہاں بھی ممکن ہو سکے کاشت کی جائے۔ اس موسم میں کدو۔ کریلا۔ ٹینڈا۔ بینگن۔ پیاز۔ بھنڈی۔ توری وغیرہ وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے۔ کچھ رقبہ پر اگیتی سبزیاں بوئیں اور کچھ رقبہ پر پچھیتی کاشت کریں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ دیر تک ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ کاشت سے پہلے گوبر کی گلی ہوئی کھاد ڈالی جائے تا زیادہ پیداوار حاصل ہو بیج اچھا اور عمدہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

مزید معلومات کے لئے نظارت زراعت یا مقامی عملہ محکمہ زراعت سے رابطہ قائم کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی بابرکت فرمائے آمین

(مرسلہ نظارت زراعت ربوہ)

ضرورت انسپکٹران مال

وقفِ جدید انجمن احمدیہ کو شعبۂ مال میں تین انسپکٹران کی ضرورت ہے۔

میٹرک پاس مخلص اور خدمتِ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا شوق رکھنے والے احباب اپنی درخواستیں امیر صاحب / صدر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔

(ناظم مال وقفِ جدید انجمن احمدیہ)

اطفال و ناصرات کا سالانہ مقابلہ مضمون نویسی

ہر سال شعبہ اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ کی جانب سے اطفال و ناصرات کے مابین ایک سالانہ مقابلہ مضمون نویسی منعقد کروایا جاتا ہے۔ امسال اس کا عنوان

"سیرت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا"

مقرر کیا گیا ہے۔ مقالہ مرکز میں پہنچانے کی آخری تاریخ یکم جولائی ہے زیادہ سے زیادہ اطفال و ناصرات اس میں شریک ہوں۔ مقابلہ میں اول دوم اور سوم آنے والوں کو بالترتیب ۲۰۰/- ۱۵۰/- ۱۰۰/- روپے انعام دیا جائے گا۔

:- سیکرٹری اشاعت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ :-

ولادت

مکرم ولی الرحمٰن سنوری (کارکن حدیقۃ المبشرین) کو اللہ تعالیٰ نے ۲۸ جنوری ۱۹۸۶ء کو اپنے فضل و کرم سے دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے نومولود محترم حکیم حفیظ الرحمٰن سنوری مرحوم کا پوتا اور محترم مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری کا پڑنواسہ ہے اور مکرم محمد احسان الٰہی جنجوعہ صاحب ایڈووکیٹ (رباب الابواب) کا نواسہ ہے۔ سیدنا حضرت امام جماعت نے نومولود کا نام "حمید الرحمان" تجویز فرمایا ہے۔

احباب جماعت سے نومولود کی درازیٔ عمر نیز والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبدالحلیم احمد مربی سلسلہ)

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو ۱۴ نومبر ۱۹۸۵ء کو بچی عطا کی ہے۔ حضور نے ازراہِ شفقت بچی کا نام ہبۃ الجمیل تجویز فرمایا۔ بچی کی درازیٔ عمر اور نیک بننے کے لئے خاندان حضرت بانی سلسلہ اور جماعت کی خدمت میں درخواستِ دعا ہے۔

(خادم حسین رند کارکن دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

- دُعائے مغفرت -

مکرم چوہدری محمد عبداللہ صاحب ۲۵/۲۴ ستمبر ۱۹۸۵ء کی درمیانی شب بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم سول سیکرٹریٹ لاہور کے ریٹائرڈ سیکشن آفیسر تھے۔ ایک عرصہ تک جماعت احمدیہ جھنگ صدر میں بطور سیکرٹری تحریک جدید نہایت احسن طور پر فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں تحریک جدید کے مالی جہاد میں صفِ اوّل کے مجاہد تھے۔ اپنا چندہ ہمیشہ اول وقت میں بڑے مخلصانہ جوش و جذبہ کے ساتھ ادا فرمایا کرتے تھے۔ مکرم چوہدری محمد عبدالغنی صاحب ایڈووکیٹ ڈسٹرکٹ کورٹس کے برادر اکبر تھے۔ احباب جماعت کی خدمت میں مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(وکیل المال اول)

میرے خسر محترم خان عاشق محمد خان سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لودھراں ضلع ملتان بقضائے الٰہی مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۸۶ء بروز سوموار لودھراں ضلع ملتان وفات پا گئے۔ مرحوم بے حد نیک مخلص دیندار اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیوہ تین بیٹے اور چھ لڑکیاں چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(شیخ منور احمد کانٹی نینٹل کلیرنگ سروسز کراچی)

میری والدہ مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم مولوی نظام الدین صاحب مرحوم سابق مربی کشمیر مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۸۶ء دوپہر تین بجے شام ایک مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ ان کا جنازہ محترم قریشی فضل حق صاحب نے پڑھایا۔ بوجہ موصیہ ہونے کے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ تدفین کے بعد محترم عثمان چینی صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ مرحومہ کی عمر ۸۲ سال تھی۔

والدہ صاحبہ کا تعلق ریاست کپورتھلہ کے ابتدائی احمدی گھرانہ سے تھا۔ مرحومہ نے اپنی یادگار ہم دو بھائی خاکسار صلاح الدین اور برادرم ضیاء الدین صاحب حمید فضل عمر ہسپتال ربوہ اور ہماری چھوٹی بہن محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد اسحاق انور مرحوم (واقف زندگی) کے علاوہ کئی نواسے نواسیاں پوتے پوتیاں اور ان کی اولادیں چھوڑی ہیں۔ مرحومہ کی بڑی بیٹی محترمہ خدیجہ بیگم ۱۹۸۴ء میں وفات پا گئی تھیں مرحومہ نے ایک لمبا عرصہ کشمیر میں عورتوں کی تعلیم کے لئے کام کیا۔ کئی سکول جاری کئے اور کشمیری عورتوں کو تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ہر مالی تحریک میں حصہ لیتی تھیں اور قرآن پاک کی تلاوت کثرت سے کیا کرتی تھیں۔ اللہ کے فضل سے باوجود بڑھاپے کے ان کو بغیر عینک تلاوت کرتے دیکھا۔ الفضل کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتی تھیں۔

جملہ احمدی بہنوں اور بھائیوں سے عاجزانہ درخواست ہے کہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے اور رحمت خداوندی کے نزول کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

(صلاح الدین گول بازار ربوہ)

خاکسار کے چچا مکرم و محترم متعلی خان صاحب ایک لمبا عرصہ علالت کے بعد ۲۳ جنوری ۱۹۸۶ء مرالہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں وفات پا گئے مرحوم ایک سنجیدہ۔ بارعب اور مرعوب کن شخصیت کے مالک تھے۔ آپکو لمبا عرصہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ سیکرٹری مال و زعیم انصاراللہ کی حیثیت سے خدمت سلسلہ کی توفیق ملی۔ آپ ۱۹۵۳ء میں بیعت کرکے داخل سلسلہ ہوئے۔ مرحوم نہایت دلیر تھے۔ اور مجالس میں گفتگو کرنے کا ایک خاص سلیقہ خدا نے آپ کو ودیعت کیا ہوا تھا مذہبی گفتگو اور کتب سلسلہ کا مطالعہ آپ کا بہترین مشغلہ تھا۔ آپ کی یہ امتیازی خصوصیت تھی کہ باوجود بعض اوقات تنگدستی اور مالی بحران کے چندہ جات کی ادائیگی بروقت اور کما حقہ کیا کرتے تھے۔ اور جو بھی کوئی تحریک ہوتی اس میں حصہ لینے والوں میں سے آپ اوّلین میں ہوتے تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے اپنی یادگار پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑے ہیں جنکے اسماء حسب ذیل ہیں۔ رفیع احمد۔ بشارت احمد نصیر احمد۔ اعجاز احمد۔ ریاض۔ نذیر بیگم۔ صفیہ بیگم۔ ریحانہ اور فرزانہ

احباب جماعت سے درد دل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور درجات بلند فرمائے اور ورثاء کو دینی و دنیوی حسنات سے نوازے۔ اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

—— شبیر احمد ثاقب متعلم جامعہ احمدیہ ——

بازیافتہ طلائی انگوٹھی

ایک سونے کی انگوٹھی سڑک پر سے ملی ہے جس کسی کی ہو وہ نشانی بتا کر پتہ ذیل سے لے جائیں۔

(عبدالغفار شاکر میموریل فوٹو سروس گولبازار ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر مزوری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

—— سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ ——

مسل ۲۵۸۴۱

میں بشیر بیگم بیوہ چوہدری شوکت حیات مرحوم قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۶۶ سال بیعت ۱۹۳۵ء ساکن گڑھی اعوان حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ / ۸۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

(۱) سلائی مشین سنگر مالیتی -/۵۰۰ روپے
(۲) حق مہر -/۵۰۰ روپے وصول شدہ
(۳) مکان واقع محلہ گڑھی اعوان مالیتی ساٹھ ہزار روپے کے ۱/۸ ح
کی مالکہ ہوں مکان کا رقبہ چار مرلہ ہے۔

اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے -/۱۰۰ روپے) ماہوار بصورت اخراجات خ
مل رہے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۸ حصہ داخل
خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہونگی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا
آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور
اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی
آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تا زیست حسب ق
صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت
تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔

بشیر بیگم بیوہ چوہدری شوکت حیات محلہ گڑھی اعوان حافظ آباد

گواہ شد ۱ چوہدری غلام احمد ولد چوہدری نور علی صاحب وصیت ۱۱۷۸۱

گواہ شد ۲ سردار مقبول احمد ذبیح مربی سلسلہ وصیت ۱۲۱۷۹

مسل ۲۵۸۴۲

میں طاہرہ تنویر زوجہ منظمت حیات صاحب قوم چیمہ پیشہ خانہ داری

عمر ۹۲ سال بیعت پیدائشی احمدی محلہ گڑھی اعوان حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۸۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے ۔

۱۔ کلائی گھڑی مالیتی ۔/۸۰۰ روپے (آٹھ صد روپے)

۲۔ حق مہر بذمہ خاوند =/۱۰۰۰۰ (دس ہزار روپے)

۳۔ زیورات طلائی وزنی ۸۴ گرام مالیتی =/۱۴۷۰۰ روپے

اس وقت مجھے مبلغ ۔/۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ از خاوند مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہونگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔

العبد

طاہرہ تنویر زوجہ عظمت حیات صاحب محلہ گڑھی اعوان حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ

گواہ شد ۱ غلام احمد ولد چوہدری نور علی صاحب وصیت ۱۱۶۸۱

مکان نمبر ۲۱۴ محلہ حسین پورہ حافظ آباد
گواہ شد نمبر ۲ سردار مقبول احمد ذبیح مربی سلسلہ وصیت ۱۲۱۷۹

مسل ۲۵۸۴۳

میں سیدہ مہر مقیت بنت میر مبارک احمد صاحب تالپور قوم تالپور پیشہ طالب علمی عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۳-۸۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی انگوٹھی مالیتی ایک ہزار روپیہ (۲) سلائی مشین مالیتی دو ہزار روپے کل جائیداد مالیتی تین ہزار روپے اسوقت مجھے مبلغ پچاس روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہونگی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہو ۱/۱۰ حصہ آمد بشرح

چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد ـ مہرمقیت A/51 بلاک ۲ گلشن اقبال کراچی

گواہ شد ۱ میر مبارک احمد والد موصیہ

گواہ شد ۲ ملک جاوید احمد A-410 بلاک ۳ سیکرٹری وصایا گلشن اقبال کراچی

مسل ۲۵۸۴۴

میں سیدہ نذیلہ نورین بنت میر مبارک احمد صاحب تالپور قوم میر تالپور پیشہ طالب علم عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گلشن اقبال کراچی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۴-۸-۳ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

طلائی بمعہ ایک انگوٹھی وزن ۱/۲ تولہ مالیتی آٹھ صد روپے

اسوقت مجھے مبلغ تین صد روپیہ ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد

پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے

العبد

ندیلہ نورین A/51 بلاک ۲ گلشن اقبال کراچی

گواہ شد ۱ میر مبارک احمد والد موصیہ

گواہ شد ۲ ملک جاوید احمد A-410 بلاک 3 گلشن اقبال کراچی